





ایک نئی ایجاد

ہزاروں کا بھرم صرف چندروپوں میں

یہ چندن ہار بالکل اصلی سونے کی مانند چمکدار سنہری ہے اور خوبصورتی میں اپنا جواب خود ہے۔ طلائی زیور کے ہمراہ یا تنہا۔ اپنی قیمت اصلی سونے کی بنا پر محفل میں تعریف کا اعلےٰ رتبہ حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنے سنہری لباس کو ہمیشہ قائم رکھ کر اپنے مالک کی عزت کو دوبالا کرتا ہے۔ نیز گلے میں زینت دیکر بیش اندازہ پانچ روپیہ کا بتاتا ہے یہی باعث ہے بہت مقبول ہے۔ کیا آپ اپنی محبوب بیوی یا عزیز دختر کے لئے طلب کر کے ان سے ... زیور آگے کریں گے؟

قیمت پانچ روپیہ (للعہ) تاجروں کے لئے خاص
" دو دم تین روپے (سے) رعایت رکھی گئی ہے

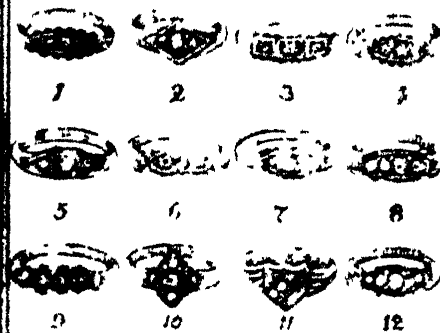
چھ چندن ہار یک دم طلب کرنے والے کو ساتواں ایک چندن ہار مفت بطور انعام دیا جاتا ہے

چیپ واچ ہاوس اجمیری گیٹ دہلی

گولڈن انگوٹھیاں

نگدار جڑاؤ کیمیکل گولڈن انگوٹھیاں جو اپنی خوبصورتی کے باعث اصلی سونے کی انگوٹھیوں سے سبقت لے گئی ہیں دیکھنے اصلی کے نمونوں جلد کا ہٹ اور نمونہ چکاچوند پیدا کرتی ہے ہمیشہ چمکدار سنہری رہتی ہے۔ قیمت فی عدد ایک روپیہ چار آنہ عہ

(محصول ڈاک ذمہ)



چیپ واچ ہاوس اجمیری گیٹ دہلی

قیمت سالانہ دو روپیہ آٹھ آنہ ۲/۸

الحافظ

قیمت فی پرچہ چار آنے ۴/

جلد پنجم | بابت ماہ اپریل ۱۹۲۹ء مطابق ماہ شوال المکرم ۱۳۴۷ھ | نمبر ۴

باب الفتاوی

سوال:- زید زندہ و مستطیع ہے لیکن بوجہ ضعف و بیماری قلب کی وجہ سے فریضہ حج کے لئے کسی طرح نہیں جاسکتا۔ اگر ایسی حالت میں اپنے فرزند یا کسی اور مومن کو اپنی نیابت میں ادائے فریضہ حج کے لئے بھیجدیوے تو کیا اس کا حج ادا ہوگا یا نہیں۔ بینوا و توجروا

الجواب:- زید اگر فی الواقع اپنی پیری اور بیماری کی وجہ سے خود وہاں جانے سے مایوس ہو چکا ہے تو اپنا نائب بھیجنا اس کے لئے جائز ہے خواہ اپنے فرزند کو بھیجے یا کسی دوسرے مومن کو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

سوال:- بکر ادائے فریضہ حج کے لئے زید کا نائب ہے۔ کیا اس کو جائز ہے کہ وہ اس حالت میں کسی اور سے بھی حج یا زیارت مدینہ کا اجارہ حاصل کرے۔

الجواب:- اجیر حج دوسرے حج کا اجارہ اسی سال نہیں لے سکتا۔ البتہ زیارت مدینہ منورہ یا زیارت عتبات عالیات متعدد لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ وھو العالم

سوال:- مسجد یا مدرسہ جس کی زمین وقف ہے مگر قبرستان نہیں ہے وہاں میت کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا

الجواب:- غیر قبرستان وقف یعنی مسجد وغیرہ میں میت کو دفن کرنا جائز نہیں ہے [illegible] جیسا کہ مکان مغصوب میں یا [illegible] کسی میت کا [illegible] مدفون کرنا جائز نہیں ہے۔ [illegible]

سوال:- اگر مؤذن نابالغ ہو تو اس کی اذان صحیح اور کافی ہوگی یا نہیں۔ بینوا و توجروا

الجواب:- صحت اذان کیلئے بالغ ہونا مؤذن کا شرط نہیں ہے بلکہ ممیز کا [illegible] ممیز کا اذان دینا صحیح ہے۔ البتہ صحت حروف لازم ہے۔ وھو العالم

سوال:- کیا [illegible] کیلئے روزہ بحالت اعتکاف ضروری ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا

الجواب:- اعتکاف کیلئے روزہ شرط ہے بغیر روزے کے اعتکاف صحیح نہیں ہوگا [illegible] یعنی بحالت اعتکاف روزہ رکھنا ضروری ہے پس [illegible] کے سبب اگر روزہ نہ رکھ سکے تو اعتکاف اس حالت میں صحیح نہیں ہوگا۔ وھو العالم

نمائندہ [illegible] الشریعۃ المطہرہ

علی الحائری

شذرات

خبر مسرت

یہ خبر موجب مسرت ہے کہ جناب آغا سید علی رضوی صاحب تحصیلدار [illegible] بہ عہدہ تحصیلدار ننکانہ میں متعین ہوئے ہیں ہم اس عزت افزائی پر بصمیم قلب تہنیت پیش کرتے ہیں۔

ایضاً

عالی جناب مؤید الملت والدین آغا سید مرتضیٰ صاحب رضوی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس امداد چکوال سے تبدیل ہو کر گوجرہ ضلع لائلپور میں متعین ہوئے ہیں۔

جمعۃ الوداع

دو ماہ مبارک صیام کو جمعۃ الوداع تھا شیعہ جامع مسجد اندرون موچی دروازہ لاہور میں قبل از وقت ہی جوق جوق مومنین نماز جمعہ کے لئے شریک ہو گئے اور ایک بجے دوپہر تک اندرونِ مسجد صحن پختہ و تمام دو حوض ڈیوڑھی دروازہ تک پر تھی بہت سے لوگ جو دیر سے آئے تھے جگہ نہ ملنے کے سبب نماز جمعہ سے محروم رہے [illegible] دوسرے وسیع مقام پر ادا کیا جانا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ کو اس درخواست کی طرف رفاہ عام کا لحاظ فرماتے ہوئے توجہ دینی چاہئے۔

عیدگاہ

لاہور ۲۹ ماہ صیام شام کو ہلال کی عام رویت ہوئی اور ۱۳ مارچ ۹۲۹ء بروز چہارشنبہ کو بالاتفاق عید منائی گئی حسب معمول بیرون شہر باغ موچی دروازہ لاہور میں پنجاب شیعہ مشن کی طرف سے دریاں شامیانے نصب ہو گئے فرش نہایت اعلیٰ قسم کا بچھایا گیا پانی وغیرہ ضروریات کا مکمل انتظام نہایت وسیع پیمانہ پر کیا گیا تھا اور اس کے جملہ مصارف جناب شیعہ مشن نے اپنے خزانہ عامرہ سے کئے تھے جس کے لئے جماعت مومنین صمیم قلب سے شکرگذار ہیں۔ شیعہ مشن کے رکن اعظم جناب شیخ محمد حسین صاحب کا انتظام قابل تعریف و تحسین تھا۔ جزاھم اللہ وایدھم لمرضاتہ

نماز عید الفطر

عیدگاہ میں ٹھیک دس بجے تکبیر نے تکبیر شروع کی ہجوم عظیم کے سبب تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ایک ایک مکبر جہیر الصوت مقرر کیا گیا چھ مکبر بآواز بلند تکبیر کہتے رہتے جب جناب قبلہ و کعبہ حجۃ الاسلام صدر المفسرین شمس العلماء سرکار علامہ حائری صاحب مجتہد العصر دامت برکاتہم نے نماز عید پڑھانے کے بعد بصوت حجازی دو فصیح و بلیغ خطبے بیان فرمائے اور احکام فطرہ وغیرہ پر مختصر اور بیان تقریر کی۔

زندہ باد علامہ حائری

خبر غم

نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ میں ناگہانی طور پر جناب حاجی سید نور شاہ صاحب سوداگر بمبئی ۳ مارچ یوم عید الفطر کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ بہت مخیر با طبع مومن تھے مرحوم کے فرزند سید سجاد حسین صاحب اور برادر آغا سید عبداللہ شاہ صاحب سے اس مصیبت میں ہمکو دلی ہمدردی ہے۔ خدا بخشے بہت ہی خوبیاں تھیں مرنے والے میں +

حسبنا کتاب اللہ

لکھنؤ کے مرزائیوں نے ایک رسالہ مذکورہ نام سے شائع کر کے پبلک کو یہ دھوکا دینا چاہا ہے۔ کہ ہاپوں مرزا صاحب شیعہ متعلم ایف اے نے شیعیت سے دست بردار ہو کر مرزائیت کو اختیار کر لیا ہے۔ اب اخبار (در نجف) سیالکوٹ میں خود ہاپوں مرزا صاحب نے لکھنوی مرزائیوں کے اس مکر و فریب کی قلعی کھول دی ہے کہ ان کے متعلق مرزائیوں نے تبدیل مذہب کرنے کا جو اعلان کیا ہے وہ سراسر کذب اور بہتان ہے مرزائیوں کیلئے شرم اور ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ کہ وہ اپنے اس نام نہاد مذہب کی اشاعت اسی میں سمجھ رہے ہیں۔ کہ خواہ مخواہ راہ چلتوں کو مرزائی کہہ کر عام پبلک کو دھوکا دیں +

تنبیہ الناصبین

بجواب تنبیہ الحائرین یک معرکہ آرا کتاب جناب ناصر الاسلام مرزا ابن الطاہرین مولانا علی محمد اعجاز حسن صاحب قبلہ بدایونی دام ظلہ نے لکھا ہے تالیف فرمائی ہے کہ ناقابل تردید دلائل و براہین سے ہمیشہ کیلئے فیصلہ کر دیا ہے اب مدیر النجم اور اس کی [illegible] [illegible] میں باقی [illegible] اور النجم بغیر ملے سوتے کا [illegible] [illegible] [illegible] جانچی ہے اور کتابت کا کام ختم ہے [illegible] کی تعداد کا موازنہ مطلوب ہے۔ شائقین خریداری کی درخواستیں جلد خواجہ بک ڈپو بھاٹی دروازہ۔ لاہور سے نامزد دیں +

الحق ہفتہ وار

یہ اہم باتصویر اخبار احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے دو سال سے صوبہ بہار میں زیر ادارت جناب سید عابد حسین صاحب بی اے بی ایل جاری ہے۔ قومی اور سیاسی معاملات سے متعلق دلچسپ و مفید مضامین اس میں درج ہوتے ہیں عہد حاضرہ کی ضروریات پر بھی اس میں کافی بحث کی ہوتی ہے [illegible] [illegible] درج ہوتی ہیں سالانہ قیمت صرف چار روپے (للعہ) پتہ:۔ سید [illegible] [illegible] دفتر اخبار الحق سے نمونہ مفت طلب کریں +

دعائے صحت

علامہ جناب مولانا [illegible] صاحب قبلہ [illegible] کی ماہ سے علیل چلے آتے ہیں مومنین دعا فرمائیں کہ شفائے کامل و صحت عاجل ان کو نصیب ہو +

حقیقت متعہ

از افادات کلیب

حضور حجۃ الاسلام سند المفسرین شمس العلما علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان مدظلہ

نمبر ۴

ایضاً۔ اسی صفحہ کی سطر ۵ میں منقول ہے ابی نضرہ سے قال کنت عند جابر بن عبد اللہ فاتاہ آت فقال ابن عباس و ابن الزبیر اختلفا فی المتعتین فقال جابر فعلنا هما مع رسول اللہ صلعم ثم نہانا عنہما عمر فلم نعد لہما یعنی ابی نضرہ کہتے ہیں کہ میں جابر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ ابن عباس اور ابن زبیر نے متعتین یعنی متعہ نکاح اور متعہ حج میں اختلاف کیا ہے۔ جابر نے کہا کہ پیغمبر کی معیت میں ہم نے دونوں متعوں کو کیا ہے۔ اس کے بعد عمر نے دونوں متعوں کو حرام کر دیا +

لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ یا تو پیغمبر صلعم کے بعد نبوت ختم ہی نہیں ہوئی اور حضرت عمر ان کے بعد نبی ہوئے اور بحیثیت نبوت وہ احکام کلی یا جزئی شریعت کو منسوخ کر سکتے تھے اگر ایسا نہیں ہے تو بتاؤ کہ کس حیثیت سے حضرت عمر اس متعہ کو نص قرآن اور حکم و عمل پیغمبر صلعم کے خلاف منسوخ کرنے کا حق رکھتے تھے۔ حلال و حرام جو کچھ بھی قیامت تک ہونا تھا وہ تو خدا نے اپنے پیغمبر کی زبان سے کر دیا ہے۔ اب ان کے بعد قیامت تک نہ کوئی حلال حرام ہو سکتا ہے اور نہ حرام حلال ہو سکتا ہے +

کتاب محلی میں علامہ ابن حزم فرماتے ہیں ثبت علی تحلیل المتعۃ بعد النبی من الصحابۃ ابن مسعود و ابن عباس و جابر و سلمۃ و معبد ابنا امیہ بن خلف و غیرھم یعنی بعد پیغمبر صلعم کے صحابہ میں سے ابن مسعود اور ابن عباس۔ جابر سلمہ معبد پسران امیہ بن خلف وغیرہم سے متعہ کی حلت میرے لئے ثابت ہوئی ہے +

قاضی القضاۃ بدر الدین محمود بن احمد عینی عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں کہ نکاح متعہ میں قدیم سے اختلاف ہے۔ ابن عباس اس کو حلال کہتے ہیں اور ان سے اباحت کے خلاف مروی نہیں ہے۔ ابن عباس کے اکثر اصحاب اباحت متعہ کے قائل ہیں سعید بن جبیر۔ عطا بن رباح طاؤس یہ سب متعہ کو حلال کہتے ہیں +

ابو سعید خدری اور جابر بن عبد اللہ سے بھی حلت متعہ مروی ہے۔ جابر کہتا ہے۔ کہ ہم نے عہد نبوی میں متعہ کیا۔ اور خلیفہ عمر کے نصف زمانہ خلافت تک ہم لوگ متعہ کرتے رہے۔ آخر الامر خلیفہ عمر نے متعہ سے ممانعت کی +

غرض اختلاف کا باعث خلیفہ عمر کا حکم ہوا ۔ وگرنہ اصحاب میں اختلاف نہ ہوتا +

مرآۃ الجنان میں ابوالمظفر یوسف سبط ابن جوزی فرماتے ہیں قد اختلف الناس فی جواز المتعہ فعامۃ العلماء علی انہا باطلۃ وروی جوازھا عن جماعۃ منہم علی وجابر بن عبداللہ وابن عباس وابی سعید الخدری وعطا بن ابی رباح وابن ابی ملیکہ وابن جریج وطاوس یعنی اختلاف ہے جواز متعہ میں عام علما تو اس کو باطل کہتے ہیں مگر علی ابن عباس ۔ جابر ۔ ابوسعید خدری عطا بن ابی رباح ۔ ابن ابی ملیکہ ۔ ابن جریج اور طاوس جائز و مباح جانتے ہیں +

محدثین اہل سنت بخاری مسلم اور ترمذی تک تسلیم کر چکے ہیں کہ پیغمبر نے متعہ کو حلال کیا اور مرتے دم تک ممانعت نہیں کی ۔ ان کے بعد حضرت ابوبکر کے عہد میں بھی متعہ ہوتا رہا آئمہ اہل سنت نے تسلیم کر لیا ہے ۔ یہاں تک کہ عمر کی شروع خلافت میں بھی متعہ کی صحت کو صحیح مسلم وغیرہ نے اعتراف کیا ہے پھر باوجود ثبوت حلت متعہ کے سمجھ میں نہیں آتا کہ شارع اسلام کی شریعت حقہ میں اس حکم منصوص (متعہ) کے منسوخ کرنے کے لئے حضرت عمر کیونکر چودھری بن بیٹھے ہیں +

شرح تجرید کے صفحہ ۳۸۴ میں علامہ قوشجی لکھتے ہیں حضرت عمر کے سال میں وانہ رضی اللہ عنہ صعد المنبر وقال یا ایہا الناس ثلث کن علی عہد رسول اللہ صلعم انا انہی عنہن واحرمہن و اعاقب علیہن وھی متعۃ النساء ومتعۃ الحج وحی علی خیر العمل انتہی بلفظہ

یعنی حضرت عمر نے منبر پر کہا لوگو تین باتیں متعہ نکاح متعہ حج اور اذان میں حی علی خیر العمل پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے زمانہ میں جائز حلال اور جاری تھے یعنی یہ تینوں حکم خدا اعلیٰ آمد و نہ کہتے ہیں (جرأت کو ملاحظہ کیجئے) فرماتے ہیں میں ان تینوں باتوں سے ممانعت کرتا ہوں اور تینوں کو حرام کرتا ہوں ۔ اور آیندہ ان باتوں کے کرنے پر عذاب وعقاب کروں گا +

معاذ اللہ شریعت کیا ہوئی مذاق ہو گیا ہم نہیں کہہ سکتے کہ کوئی متدین مسلمان بانی اسلام اور خدا کی مقرر کی ہوئی حدوں کو ایک غیر ذمہ وار شخص (عمر) کے حرام کر دینے سے توڑ ڈالیگا ۔ اور حکم قرآن ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظالمون کی زد میں داخل ہونا پسند کرے گا +

آیت الا علی ازواجہم بعض نادان دوست جب مطالبہ نسخ متعہ سے مجبور ہو جاتے ہیں تو خلیفہ صاحب ناسخ متعہ نہیں ہے کی طرفداری اور ان کی عیب پوشی کے لئے کہا کرتے ہیں آیت والذین ھم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم قرآن مجید میں ناسخ متعہ آیت موجود ہے ۔ اور کہتے ہیں زن ممتوعہ زوجہ نہیں ہوتی +

پس اس کا جواب یہ ہے کہ آیت الا علی ازواجہم مکیہ ہے اور بعد میں بنص حلت متعہ ثابت ہے ۔ پھر ناسخ کیونکر ہو سکتی ہے ۔ زمخشری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں فان قلت ھل فیہ دلیل علی تحریم المتعۃ قلت لا لان المنکوحۃ بنکاح المتعۃ من جملۃ الازواج اذا صح النکاح

یعنی یہ آیت تحریم متعہ پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ منکوحہ بنکاح متعہ ازواج میں داخل ہے +

غرائب التنزیل میں نظام نیشاپوری فرماتے ہیں قیل لا دلیل فیہ علی تحریم نکاح المتعۃ لانہا من جملۃ الازواج کوئی دلیل نہیں ہے تحریم متعہ کی اس آیت میں کیونکہ ممنوعہ بھی ازواج میں سے ہے۔ تفسیر دُر منثور میں امام سیوطی کہتے ہیں اخرج ابن ابی حاتم من السدی فی قولہ الا علی ازواجھم یعنی الا من امرأتہ وما ملکت ایمانھم۔ اس روایت سے ظاہر ہے کہ سدی نے زوجہ سے مراد امرأۃ یعنی زن مراد لی ہے پس ممنوعہ بھی امرأۃ میں داخل ہے فخر رازی بھی معترف ہیں کہ ان تبتغوا باموالکم سے دونوں نکاح موبد و منقطع مقصود ہیں۔ منکوحہ بنکاح دائمی بھی اسی وقت زوجہ کہلائے گی جب تک وہ نکاح میں ہے بعد طلاق زوجیت سے خارج ہو جاتی ہے اسی طرح ممنوعہ بھی تا انقضائے مدت متعہ زوجہ کہلانے کی مستحق ہے پس نتیجہ کے طور پر یہاں چند امر قابل توجہ ہیں

اول یہ کہ حلت و اباحت متعہ بالاجماع ثابت ہے۔ اور اس کا قرآن و حدیث سے منسوخ ہونا کسی طرح ثابت نہیں ہے۔

دوم یہ کہ جواز و حلت متعہ قرآن و سنت و اجماع سے ثابت ہے اور اس کے نسخ ہونے میں اختلاف ہے اور جو امر مختلف فیہ ہو قابل یقین و اعتماد نہیں ہو سکتا۔ ایسی صورت میں یقینی اور متفق علیہ امر کو ترک کرنا اور مختلف فیہ مشکوک امر کا عامل ہونا دانشمندی کے خلاف ہے +

سوم اہلسنت کی حدیثیں متعہ کے نزدیک مسلم نہیں ہیں اور بفرض تسلیم وہ اخبار احاد ہیں۔ اور اخبار احاد کسی طرح متواترات کے معارض نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ متواتر یقینی ہے اور احاد ظنی۔ پس امر ظنی کی بنا پر امر قطعی کو ترک کرنا خلاف معقول ہے +

چہارم اہلسنت کی صحاح میں جناب امیر علیہ السلام کی حدیث تحریم متعہ اور تحریم حمار اہلیہ خصم کے نزدیک غیر مسلم بلکہ جناب امیر علیہ السلام پر افترا اور بہتان عظیم ہے۔ اگر یہ صحیح ہوتی تو فریقین میں منقول ہوتی۔ اور بفرض تسلیم خبر واحد ہے۔ اس لئے نہ تو تواتر کے معارض ہے اور نہ جائز العمل ہو سکتی ہے +

پنجم۔ اگر متعہ شرعاً منسوخ ہوا ہوتا تو پھر عمر اس کا نسخ قرآن یا حدیث رسول صلعم کی طرف منسوب کرتا مگر قرآن و حدیث سے حلال و مباح اور غیر منسوخ ہونے کے سبب عمر صاحب کو یہ کہنا پڑا کانتا فی عہد رسول اللہ وانا احرمھما اس پر صحابہ نے بطور طعن یہ کہدیا قال رجل برایہ۔ یہ صریح دلیل ہے کہ متعہ صرف منسوخ عمری ہے نہ منسوخ شرعی +

ششم روایت تحریم متعہ اور تحریم لحوم حمار اہلیہ اگر علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے فی الواقع منقول ہوتی تو پھر کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ اس قول کے خلاف جناب امیر علیہ السلام تو لوگوں کو متعہ کرنے کے لئے امر کرتے اور عثمان اس سے ممانعت اور نہی کرتا جیسا کہ صحیح مسلم کی کتاب الحج میں یہ روایت موجود ہے۔ کان عثمان ینھی عن المتعۃ وعلی یامر بھا کہ عثمان تو منع کرتا تھا اور علی علیہ السلام متعہ کرنے کا حکم دیتے تھے +

غرض خلافتمآب حضرت تحریم متعہ کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہیں اگر حضور ختمی نبوت روحی فداہ کا کوئی حکم اس کی بابت ہوتا تو وہ یہ نہ فرماتے کہ باید ولت و اقبال سکوت منع فرماتے ہیں۔ اس فرمان سے صاف ظاہر

ہے۔ کہ خلافت مآب ہی نے اس حلال خدا (متعہ) کو حرام کیا ہے۔ مدعی سُست و گواہ چُست وہ اپنے اختیار سے حرام کرتے ہیں۔ دوست رسول خدا صلعم کا قربان بنلاتے ہیں +

اصل بات یہ ہے کہ خلیفہ صاحب کے دوستوں نے ان احسانوں کے معاوضہ میں جو خلیفہ صاحب نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ان کے ساتھ کئے تھے۔ وضعی حدیثوں کی بنا پر حلت و حرمت متعہ میں حقیقت امر کو مشکوک کر دیا ہے۔ بہت سے مسلمان دھوکے میں آگئے مگر وہی جو خلیفہ صاحب کی حمایت کا بیڑا اُٹھائے ہوئے ہیں۔ ورنہ وہ وضعی حدیثیں ہرگز قابل وثوق و اعتماد نہیں ہیں۔ البتہ وہ دل جو خلیفہ صاحب کی بیجا حمایت سے نالاں ہے۔ ان جعلی حدیثوں کو پرکھ لیتا ہے اور جن قلوب پر تعصب کا سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے وہ حب الشیئ یعمی ویصم کے مصداق ہیں +

مسئلہ حرمت متعہ ایک ایسا پیچیدہ معاملہ ہے کہ خود علمائے اہلسنت اس میں حیران ہیں ان کے ہاں جس قدر متعہ کے تحریم کے باب میں حدیثیں وارد ہوئی ہیں سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور ان کے راوی بھی قابل وثوق و اعتماد نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں عقلا کے نزدیک صرف ظن سے یقینی امور کی تنسیخ ہو نہیں سکتی اگر ظنیات سے قطعیات کی تنسیخ جائز قرار پا جائے تو شریعت اسلام کا نام بھی باقی نہ رہے گا۔ پس جبکہ قرآن مجید اور کتب حدیث و سفاسیر سے ثابت ہے کہ خدا اور رسول خدا صلعم کی جانب سے تحلیل متعہ یقینا بالاتفاق ثابت ہے اور اس کی تحریم میں اختلاف ہے۔ تو یقینی و قطعی امر کو چھوڑ کر ظنی اور اختلافی امر پر عمل کرنا سراسر دانشمندی کے خلاف ہے۔

قانون متعہ کا حسن و قبح عقلی و شرعی

دانشمند اس امر کو فیصلہ کر سکتا ہے۔ اگر متعہ فعل قبیح اور مرادف زنا ہے۔ تو رسول خدا نے کیوں مسلمانوں کو بدکاری کی اجازت دی۔ اگر حضور اس کی قباحت سے واقف نہ ہوں رسول خدا صلعم تو واقف تھے ان سے ایسے مرادف زنا فعل بد کی اجازت کیونکر صادر ہوئی۔ اگرچہ تین ہی روز کیلئے ما حلت المتعۃ قط الا فی عمرۃ القضا ثلاثۃ ایام (کنز العمال ملا علی متقی)۔

اور اگر متعہ فعل حسن و نیک کام تھا۔ تو کیوں ہمیشہ کیلئے اُمت کو منع کیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس وقت حالت اضطراب میں عوضاً اجازت دی گئی تھی تو کیا بحالت اضطرار فعل قبیح مرادف زنا جائز ہو سکتا ہے اگر ایسا ہو سکتا ہے تو پھر حرام ابدی اس کو کیوں کر دیا گیا۔ کیا وہ ضرورت ابد الآباد قیامت تک اب مسلمانوں کو نہیں رہی۔ کیا مادہ شہوت ختم ہو گیا۔ کیا پھر کبھی اضطرابی حالت نہیں پیدا ہو سکتی تھی۔ کیا پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام (معاذ اللہ) سطحی عقل کے معمولی انسان تھے۔ کیا ان میں پیش بینی اور دور اندیشی کی قوت مطلقاً نہ تھی۔ کیا وہ اپنی اُمت کو تکلیف ما لا یطاق دینے کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ کہ متعہ کو ہمیشہ کے واسطے حرام کر کے باب الفجور (زنا) کا دروازہ معاذ اللہ کھول گئے۔ مادہ شہوت ہر ایک انسان میں موجود ہے۔ گوشت خور اقوام میں دال بھات ساگ پات کھانے والوں سے زیادہ مادہ ہوتا ہے۔ انسان سفر میں بھی جاتا ہے اور بارہا ایسی اضطرابی حالت بھی ہو سکتی ہے خصوصاً عنفوان شباب میں ایسی حالت کا گمان غالب ہے +

پس جب تک ضرورت باقی ہے۔ تو رفع ضرورت کی جائز تجویز بھی باقی رہنی چاہیے۔ نظر بوجوہ بالا برداشت پیغمبر اسلام کی طرف سے متعہ کی ممانعت کیا جانا معقول تصور نہیں کرے گا۔ یہ ذمہ عقل اس امر کو جس سے کہ وقت نہ گذشتہ یا استقبال میں کسی قسم کا ضرر متصور نہ ہو جائز اور مباح قرار دیتی ہے جیسا کہ اس نے اسی بنا پر شارع نے ابتداء میں اس امر کو جائز و حلال قرار دیا۔ یہ سنت مذہب میں موجود ہے اور اس کی مشروعیت بھی ثابت ہے۔

پس انہیں وجوہ پر صدر اسلام میں پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے خود خدا کے حکم سے الی یوم القیام متعہ کو اپنی امت مرحومہ کے لئے جائز۔ مباح اور حلال کیا اور تحلیل متعہ کے بعد رسول خدا صلعم نے ہرگز تحریم متعہ کا حکم صادر نہیں فرمایا۔ روایات موضوعہ تحریم صرف خلیفہ عمر صاحب کے ہوا خواہوں کی طبع زاد ہیں۔ اسی واسطے ان میں اختلاف عظیم ہے جب یہ ثابت ہے۔ کہ رسول خدا صلعم نے صحابہ کو متعہ کرنے کی اجازت دی اور صدر اسلام میں سب مسلمان جواز متعہ کے قائل ہیں جیسا کہ امام رازی فرماتا ہے اتفقوا علی انہا کانت مباحۃ فی صدر الاسلام۔ یعنے تمام کا اتفاق ہے کہ متعہ صدر اسلام میں جائز اور مباح تھا۔ تو پھر چودھری صاحب کو کہاں سے یہ حق حاصل ہوا کہ خلاف عقل ونقل اور مخالف خدا اور حدیث رسول صلعم متعہ کو حرام قرار دے کر اسلام میں رخنہ ڈال دیں۔ جیسا کہ ابن عباس نے کہہ دیا تھا ماکانت المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بہا ھذہ الامۃ ولولا نھی عمر بن الخطاب عنہا ما زنا الا شقی۔ شرح معانی الآثار جلد دوم صفحہ ۱۵ سطر ۱۱ یعنے متعہ نہیں ہے مگر خدا کی رحمت جو خدا تعالے نے اس امت مرحومہ پر رحمت کی ہے اور اگر عمر ابن الخطاب ممانعت نہ کرتے متعہ سے تو سوائے شقی کے کوئی زنا نہ کرتا۔ انتہی ۔

(باقی آیندہ)

انتقال پُرملال

افسوس ہے۔ کہ جناب راجہ حاکم خان صاحب رئیس اعظم و پریزیڈنٹ انجمن اثنا عشریہ ریلوے انجمن شیڈ ملکوال جنکشن ضلع گجرات پنجاب بعارضہ بخار مورخہ ۷۔ مارچ ۱۹۲۹ء مطابق ۲۴۔ ماہ رمضان ۱۳۴۷ھ بروز پنجشنبہ رحلت فرما گئے ہیں اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلیہ راجعون۔ مرحوم بڑے نیک عابد وزاہد مومن تھے۔ مرحوم مغفور کے اعزہ واقربا سے ہم کو دلی ہمدردی ہے۔ جملہ ناظرین الحافظ مرحوم مغفور کی روح کو سورۂ فاتحہ اور دعائے مغفرت سے یاد فرمائیں ۔

خاکسار۔
سید فتح شاہ (بی۔ کلاس فورمین) و سیکرٹری
انجمن اثنا عشریہ ریلوے انجن شیڈ ملکوال جنکشن ضلع گجرات پنجاب

اسلام اور پردہ

(از افادات جناب وزارت حسین صاحب ایثم ساکن لاڈر ضلع میرٹھ)

جب سے کابل کی ملکہ ثریا بیگم نے دیگر خواتین کابل کے ہمراہ برہنہ رو یورپ کی سیر کی اور مغربی تہذیب کی پُرلطف آزادانہ زندگی اور دلکش کُن نظاروں کا مزہ اٹھایا ہے۔ اسلامی دُنیا میں ایک بڑے انقلاب کا خطرہ محسوس ہونے لگا ہے۔ ملکہ موصوفہ نے کابل پہنچکر پردہ ترک کرنے کی تحریک کی۔ اور وہاں کی عورتوں کو پردہ کی قید سے نکال کر آزادی اور مطلق العنانی کی اسٹیج پر لانا شروع کیا۔ ہندوستان کے اہلسنت نے اس ادا کو بیحیائی ہوتی نظروں سے دیکھا۔ ان کی ذہنیت نے بھی پلٹا کھایا۔ یہ بھی اپنی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کو گلی کوچوں اور بازاروں میں کھلے منہ پھرانے پر آمادہ ہوگئے +

خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدلتا ہے پھر ہندوستانی اہلسنت اپنے ہمسایہ کابلیوں کی اس بے حجابی سے کیوں متاثر نہ ہوتے اور جبکہ خلیفۃ المسلمین اور امیر المؤمنین نے معہ اپنی زوجہ محترمہ کے اپنے ہاتھوں سے آزادی کا کلیسا تعمیر کیا تھا۔ تو اہلسنت کے حسن عقیدت سے بعید تھا کہ اس کے آگے سربسجود نہ ہوجاتے۔ اس لئے انہوں نے عزت وحرمت کو ذہنیت کے دباؤ سے مرعوب کیا اور خیال ننگ وناموس کو ترقی کی راہ میں روڑا سمجھ کر لاپرواہی کے ساتھ ٹھکرا دیا اور نہایت فخر کیساتھ سراپردہ عصمت کی بیٹھنے والی خواتین کو اجازت دیدی کہ وہ برقعہ ونقاب کو دیا سلائی دکھائیں۔ مقامات سیر وتفریح۔ جلسوں۔ تماشوں میلوں ٹھیلوں میں مردوں کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر لطف زندگی اٹھائیں خواتین یورپ کی طرح جگمگاتے ہوٹلوں میں کھانا کھائیں۔ نامحرموں کے ساتھ خوش گپیاں اڑائیں اگر خدانخواستہ مردوں کی یہ اجازت صنف نازک نے قبول کرلی اور اس پر عملدرآمد شروع کیا۔ تو یقین ہے کہ ان پردہ نشینوں کے دل مخالفین پردہ کی اس کایا پلٹ سے تھمتے اور اپنی بے حجابی کے غرور کا احساس کریں گے۔ اکبر مرحوم نے خوب کہا ہے ؎

بے پردہ کل جو چند نظر آئیں بیبیاں	اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے ان سے کہ پردہ وہ کیا ہوا	کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

آج کل جس تم ظریفی کے ساتھ اس بحث کو اٹھایا گیا ہے اور ترک پردہ کی تحریک کی جا رہی ہے وہ ہمارے جیسے دقیانوسی خیال والوں کے واسطے بڑی حیرت میں ڈالنے والی بات ہے۔ اس امر پر بہت کچھ زور دیا جاتا ہے۔ کہ "موجودہ پردہ شرعی نہیں۔ بلکہ رواجی ہے۔ لہذا شرعی پابندی کے لحاظ سے اس کا ترک کرنا واجب ہے"

جب مسلمان خواتین کے قدم ہندوستان میں آئے ہوں گے تو ان جنگی سورماؤں نے ہمراہ تھا بھی

قلمی جہاد کرنے تشریف لائے ہوں گے۔ یہاں آنے پر دو صورتوں میں سے ایک صورت تو ضرور پیش آئی ہوگی۔ یا تو وہ اُن خواتین کو جو وطن میں ان کی شریک زندگی تھیں اپنے ہمراہ لائے ہوں یا اُن سے بالکل تعلقات منقطع کر کے اِس ملک میں خانہ آبادی کی فکر کی ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ ہندوستان میں اُس وقت پردہ کا رواج مطلقاً نہ تھا اور آج بھی ہندوستان کے قدیم باشندے اس کی پابندی بیکار سمجھتے ہیں۔ لہذا اگر اُس وقت کے مسلمانوں نے ہندوستان میں آکر رشتۂ مصاہرت قائم کیا تو پردہ کے اصول اُنہوں نے کہاں سے سیکھے ہندوستان میں تو اس کی مثال موجود نہ تھی پس لازم ہے۔ کہ اپنے ملک سے پردہ داری کے خوگر آئے ہوں اور یہاں آکر بھی اُسی کی پابندی ضروری سمجھی ہو +

اگر وہ لوگ اپنی عورتوں کو ساتھ لائے تھے۔ تو یہ بات بھی دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ موجودہ پردہ ہی میں ان کو ہمراہ لائے ہوں یا اپنے ساتھ بہو بیٹیوں کو بے نقاب لا کر ہندوستانی طرز معاشرت کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا ہو اور مدبرانہ طریقہ پر اپنے لئے ایک امتیازی خصوصیت قائم کرنے کے واسطے قواعد پردہ داری مکمل کئے ہوں +

اگر موجودہ پردہ اُن شرفا زادیوں کے ہمراہ اسلامی ممالک سے آیا تھا اور وہی اب تک رائج ہے۔ تو یہ پردہ شرعی ہے جس کے خلاف شور وغل کرنا عین حماقت ہے +

اب دوسری صورت کہ ہندوستانی تمدن نے اُن کو پردہ کا سبق دیا۔ تب بھی پردہ کی ضرورت ثابت ہوگئی۔ اگر ضرورت نہ تھی۔ تو اِس خلاف شرع بیکار ایجاد پر اُس زمانے کے علما کی کسی قدر ذمہ داری ضرور عائد ہوتی ہے جنہوں نے اُن مدبروں کے فیصلے پر قناعت کی اور پردہ کو فضول سمجھتے ہوئے بھی انسداد کی کوشش نہ کی اور صنف نازک پر اِس ظلم کو روا سمجھا +

ہاں اگر اُس زمانے کے علما نے بھی ہندوستانی طرز معاشرت سے متاثر ہوکر ضرورت پردہ کو اتنی ہی اہمیت دی کہ احکام شرعی پر اُس مدبرانہ فیصلے کو مقدم سمجھا تو بھی اُس کے خلاف آج لب کشائی کرنا بیوقوفی ہے اس لئے کہ اُس زمانہ سے زیادہ آج وہ ضرورت پائی جاتی ہے +

اُس زمانے میں مسلمان فاتحانہ حیثیت سے یہاں مقیم تھے۔ دوسری قومیں اس کی بہادری سے مرعوب تھیں۔ کافی سامان حفاظت رکھتے تھے۔ ہر فتنہ وفساد سے بیخوف تھے۔ آج مسلمان خود مفتوح ہیں۔ اپنی مایۂ ناز بہادری کھو بیٹھے ہیں۔ دوسری قوموں سے مرعوب ہو چلے ہیں۔ اُس زمانے میں قلیل تھے۔ مگر متحد الخیال اور مجتمع القوت تھے۔ آج کثیر ہیں مگر یہ کثرت بیکار ہے۔ اپنی اجتماعی قوت کا شیرازہ بکھیر چکے۔ سب نفاق کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ اُس وقت باشندگان ہند میں پردہ کا رواج نہ تھا۔ نسوانی طبقہ کو سب برہنہ رو دیکھنے کے عادی تھے مسلمانوں کا پردہ کرانا ان کو ایک عجیب بات اور فرقہ نسواں پر ظلم معلوم ہوتا ہوگا۔ لیکن اب وہ زمانہ ہے کہ دوسری قومیں بھی اس کی خوگر ہو چکی ہیں۔ لہذا اگر اُس وقت پردہ کی ضرورت تھی تو اب بڑھ رہی ہے +

ہم ان لوگوں کی عقل پر افسوس کئے بغیر نہ رہیں گے جو ملکہ کابل کے اس حکم پر سر تسلیم خم کئے

کیے ہیں اور ایک عورت کی بیجا غلطی کو راستی سمجھ کر مستور العمل بنانے والے ہیں لیکن سب سے بڑا غضب ہے کہ علمائے مشرقی کی شخصیت شیدائیان تہذیب کے اشاروں پر فتووں کا تندانہ پیش کر نیکو تیار ہیں +

اہلسنت کا فرقہ ہر سلطنت میں اور خصوصاً اموی اور عباسی زمانوں میں حاکموں کی نفس پرستی۔ اور خواہشات بیجا کا معاون رہا ہے اور حدیثیں گھڑنے کی مشینیں تو انہوں نے خلافت اولیٰ ہی سے تیار کرنا شروع کر دی تھیں انہیں مشینوں کی ڈھلی ہوئی حدیثیں ہر موقع پر کام دے جاتی ہیں پھر شریعت میں جتنا تغیر و تبدل نہ ہو تھوڑا ہے۔ موجودہ پردہ چاہے رواجی ہے یا شرعی لیکن فہمیدہ حضرات کی نظروں میں وہ طبقہ نسواں کے لئے ضروری بھی ہے مناسب بھی مفید بھی۔ بیشمار فتنوں اور گوناگوں فسادات کا سدِ باب اسی پردہ کے سبب سے ہے۔ لوازمات پردہ داری مہیا ہو سکنے کی وجہ سے کوئی حرج بھی نہیں واقع ہوتا صنف نازک کو اس کی عادت بھی ہوگئی ہے اور العادۃ کالطبیعۃ الثانیہ کے مقولہ کے مطابق یہ با حیا اور عفت شعار فرقہ جس پر ہمارے ننگ و ناموس کا دارومدار ہے۔ اس پردہ کو برا سمجھ کر شکایت بھی نہیں کرتا بلکہ برعکس اس کے مروجہ پردہ کو اپنی شرافت کی امتیازی خصوصیت جانتے ہوئے اس کے ترک کرنے پر بخوشی رضامند نہیں ہے +

تمدن تقسیم عمل کا دوسرا نام ہے۔ فطرت نے جس کام کی صلاحیت جس میں دی ہے۔ اس کو وہ ہی کام کرنا زیبا ہے اور دوسروں کو بھی وہی کام لینا چاہئے۔ نہ کتوں پر بوجھ لادا جا سکتا ہے۔ نہ ہرن سواری کے کام میں آسکتا ہے۔ ہر کسے را بہر کارے ساختند +

عورتیں ہمارے گھروں کی شہزادیاں ہیں جن کا زیور پردہ ہے۔ امور خانہ داری میں خوش سلیقگی ان کا ہنر ہے۔ فکر معاش مردوں کا کام ہے۔ ضروریات زندگی کے سامان اور آسائش کے لوازمات بھی مہیا کرنا اُن کا فرض ہے۔ اور مردوں کی کمائی ہوئی پونجی اور جمع کئے ہوئے سامان اور لوازمات کو دانشمندانہ طریقہ پر صرف کرنا عورتوں کی خوبی ہے بچوں کی پرورش انتظام خانہ داری مردوں کو آرام و آسائش پہنچانا اس کے سزاوار ہے۔ اسی لئے وہ فطرتاً ضعیف ہیں اور اس کی حفاظت کا بار مرد پر ڈالا گیا اُن سے حصول معاش کی تکلیف ساقط ہے +

اخبار زمیندار مورخہ ۵ فروری ۲۹ء میں مسئلہ حجاب پر ایک مضمون مولانا شان احمد صاحب کا تحریر کردہ "کیا موجودہ رواجی پردہ شرعی ہے" کے عنوان سے چھپا ہے مضمون مذکور بہت طولانی اور دلچسپ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا صاحب عورتوں کے منہ کھلے بازاروں میں پھرنے کے حامی ہیں۔ اس امر کے ثابت کرنے کے واسطے آپ نے ابن جریر، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز کے اقوال سے مدد لی ہے۔ تفسیر جلالین اور سراج المنیر کی عربی عبارتیں مع ترجمہ نقل کی ہیں۔ اور مشکوٰۃ باب اللباس سے حدیثیں بھی سند میں پیش کی ہیں اور قدوری۔ کنز الدقائق۔ شرح وقایہ اور ہدایہ کی عبارتیں با ترجمہ تحریر کر کے ثابت کیا ہے۔ کہ نامحرموں کے سامنے چہرہ اور ہاتھوں کا کھلا رکھنا جائز ہے۔ پھر چند سوال علمائے احناف و اہلحدیث کو مخاطب کر کے درج کئے ہیں غرضیکہ اس امر پر

بہت کچھ زور دیا ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں داخل حجاب نہیں ہیں +

افسوس کہ مولانا صاحب نے پردہ کی فضیلت پر غور نہ کیا اور بے سمجھے شاعرانہ تخیلات سے کام لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ پردہ نامحرم سے کیا جاتا ہے اور محرم سے پردہ نہیں ہے۔ اگر نامحرم سے ہاتھ اور چہرہ کا پردہ نہیں۔ اور بقیہ اعضائے جسم کا پردہ سوائے چہرہ اور کفین کے کرنا مان لیا جائے تو یہ امر ثابت ہوگا کہ محرم سے بقیہ اعضائے جسم کا بھی پردہ نہ ہو۔ ورنہ محرم اور نامحرم میں کوئی فرق ہی نہ ہوگا +

حال میں ایک ۴۸ صفحہ کا رسالہ مصنفہ اشفاق حسین مختار مرادآباد سے شائع ہوا ہے۔ اور "ذات سے بغاوت کرو" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف قومیت کی شرمندگی کے چند ستائے ہوئے ہیں۔ اس میں تحریر کیا ہے کہ مسلمانوں نے ہندوستان میں آ کر بہت سی باتیں ہندوؤں سے سیکھیں اور ہندوؤں نے بہت سی باتیں مسلمانوں سے لیں مگر فرق یہ ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں سے اچھی باتیں حاصل کیں اور مسلمانوں نے ہندوؤں سے بری باتیں سیکھیں۔ اس کے بعد ان بری باتوں کی ایک فہرست بیان کی ہے۔ جو ہندوؤں سے مسلمانوں نے حاصل کیں مگر سب سے پہلے ان بری باتوں میں موجودہ رواجی پردہ کو شمار کیا ہے +

یہاں ہم مختار صاحب کی ذہنیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے اسلامی پردہ کو ہندوؤں سے حاصل کیا ہوا بتلایا ہے۔ حالانکہ صاحبان عقل سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ ہندوؤں میں نہ کبھی پہلے پردہ رائج تھا نہ اب ہے۔ پھر ان سے مسلمانوں کا حاصل کرنا کیا معنی رکھتا ہے +

ایک اور رسالہ "مولود محمد" کے نام سے مرادآباد سے شائع ہوا ہے جس کا ٹائٹل پیج دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ مختار صاحب مذکور کی اہلیہ اور دختر کا مرتب کیا ہوا ہے جن کے نام کے ساتھ مس اور مسز کے الفاظ مصنفین کی مغربی تہذیب کی شگفتگی کا پتہ دے رہے ہیں۔ رسالہ مذکورہ میں چند حدیثیں اس مضمون کی درج کی گئی ہیں کہ فعل ارشادی مرد و عورت کا آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنا جائز ہی نہیں بلکہ نہایت ضروری ہے۔ ان کے بعد آخر میں ایک حدیث صحیح مسلم سے اس مضمون کی نقل کی ہے کہ آنحضرت صلعم کی زوجگان سر کے بال کتروانی تھیں ورنگا لوکیے براؤل کتی تھیں

اخبار بین حضرات واقف ہیں کہ جب سے خواتین یورپ نے نئے فیشن کے مطابق بال کتروانے شروع کیے ہیں۔ وہاں کے حجامت پیشہ طبقہ میں بہت اضافہ ہوگیا ہے جس سے ہمیں خیال ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا بال ترشوانے والی حدیث بھی غالباً کسی حجام (خلیفہ) کی گھڑی ہوئی ہے۔ ورنہ کہاں ازواج رسول ﷺ اور کہاں بال کتروانا +

کیا یہ افسوس کا مقام نہیں ہے۔ کہ ایسے دو دو پیسے والے رسالے جب مسلمان خریدیں گے۔ اور خود پڑھیں گے اور اپنی مستورات کو پڑھنے دیں گے اور سنائیں گے تو مطالعہ کرنے والے مرد و عورت کے اخلاق پر کیوں برا اثر نہ پڑے گا۔ اور کس طرح مغربی تہذیب اور طرز معاشرت کیطرف ان کی طبیعتیں راغب ہونگی۔ مسلمانو! خدا کے لیے جواب دو کہ یہ حدیث وفقہ اور تفسیر کی کتابیں کیا پہلے سے مدون و مرتب تھیں۔

یا آج تیار کی گئی ہیں۔ اگر پہلے سے تھیں۔ تو کیا علمائے سابقین عقل وعلم سے بے بہرہ تھے۔ کہ وہ نتائج جو آج ان کتابوں کی عبارتوں سے اخذ کئے جا رہے ہیں وہ اخذ نہ کر سکے۔ یا وہ لوگ بے بصیرت تھے۔ کہ ان کو یہ مضامین ان کتابوں میں نظر ہی نہ آئے ❖

وہ دن بہت قریب ہیں۔ کہ مسلمانوں کی شخصیت وقومیت مغربی تعلیم وتہذیب میں جذب ہو کر بالکل نابود ہو جائے۔ اس لئے کہ پیشوایان مذہب اہل سنت دین پر دنیا کو مقدم جانتے تھے بعینہٖ دین کے پردہ میں دنیا کمایا گئے۔ آج ان کے پیرو بھی اسی کو اپنا دستور العمل بنائے ہوئے ہیں۔ ان کے مذہب کی بنیاد حکومت و دنیا پرستی سے پڑی۔ بہرحال حکومتیں رخ کریں گی۔ اس مذہب کے علما بھی آنکھ بند کر کے اسی روش پر چل دیں گے ❖

اہلسنت اور شیعوں میں یہ فرق ہے۔ کہ شیعوں کی حکومت دنیا مذہب کے تابع رہتی ہے۔ اور اہلسنت کا مذہب حکومت اور ذہنیت کا محکوم ہے ❖

شیعوں کو چاہئے کہ خلاف شرع تحریکوں کی ہرگز حمایت نہ کریں اور مخالفت اور منافرت کا اظہار کرتے رہیں۔ وابستہ مذہبی افراد کو ان تحریکات کے زہریلے اثرات پانے کے لئے تبلیغ کا ہی اور روحانی تعلیم کو زیادہ رواج دیں۔ وہ دنیوی ترقی جو مذہب بیچ کر حاصل کی جا رہی ہے۔ اس پر دور ہی سے نفرین کریں ❖ والسلام

وادیٔ کانگڑہ

جب وادی کانگڑہ کا سیاح ہمالیہ کے سلسلہ دھولادھار کے دامن میں آ نکلے اپنے سامنے قدرت کے نظاروں کی زنگارنگ بساط بچھی ہوئی پاتا ہے تو فوراً کہہ اٹھتا ہے کہ نظارے حقیقت میں کشمیر سے کہیں زیادہ دلفریب ہیں۔ وادی کانگڑہ لاہور کے شمال مشرق کی مشرقی جانب تقریباً سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ جاتا کانگڑہ کے مغربی علاقے کے قریب شہر پٹھانکوٹ کا ذریعہ اور یہی مقام ہے جہاں سے کانگڑہ ویلی ریلوے شروع ہوتی ہے۔ یہ چھوٹی لائن ہے اجمال ہی میں ہمیشہ گئی ہے "کانگڑہ ویلی ریلوے ہندوستان کی وہ خوش تعمیر ریلوے لائن ہے۔ جو نہایت عظیم الشان پہاڑی نظارہ وادی سے ہو کر گزرتی ہے اور یقین کہا جا سکتا ہے کہ کوئی سیاح سیاحت سلوک ایک ایسی دلچسپ ریلوے لائن کو اپنی سیاحت کی فہرست میں شامل کئے بغیر نہ رہیگا کانگڑہ ویلی ریلوے بنائی جانے کی وجہ کانگڑہ میں آمدورفت کی راہیں کھولنا تھا۔ یہ لائن پٹھانکوٹ سے جوگندر نگر تک ۱۰۳ میل لمبی ہے ❖

کوہستان کانگڑہ کی دلفریب وادی کے متعلق ایک رسالہ حکومت پنجاب کی طرف سے شائع کیا گیا ہے جس میں نہایت دلچسپ تفصیل۔ قابل دید مقامات کے مختصر ذکر اور مختلف قسم کی روایات و قدامت وغیرہ میں نیز اسی رسالہ میں کانگڑہ ویلی کے مشہور مقامات کی تصاویر اور ریلوے لائن کا نقشہ بھی شائع کیا گیا ہے ❖

یادگار مکالمہ

آج ہم ناظرین الحافظ کی دلچسپی کے لئے ایک مفید اور مزیدار مکالمہ کی تصویر ثانی مانی و بہزاد یعنی مصور قلم کے زور سے صفحۂ قرطاس پر کھینچنا چاہتے ہیں۔ اُمید ہے کہ معزز ناظرین لطف اُٹھا کر مسرور ہوں گے +

امام جعفر صادق علیہ السلام دولت کدہ امامت پر جلوہ افروز ہیں۔ اصحاب کا مجمع ہے۔ کہ ناگاہ ایک اجنبی شخص بھی اس مجلس سیر آثار میں پہنچ گیا +

امام علیہ السلام :- تو کون ہے ؟

آنیوالا :- مجھے ابو حنیفہ کہتے ہیں +

امام علیہ السلام :- کیا تمہیں اہل عراق کے مفتی ہو ؟

ابو حنیفہ :- نعم (بیشک)

امام علیہ السلام :- کس رو سے فتوے دیتے ہو ؟

ابو حنیفہ :- مطابق کلام الٰہی کے فتوے دیتا ہوں +

امام علیہ السلام :- کیا کلام الٰہی کے احکام ناسخ و منسوخ محکم و متشابہ سے بھی واقفیت رکھتے ہو +

ابو حنیفہ :- جی ہاں سب کچھ جانتا ہوں اگر نہ جانتا تو مفتی کیونکر بن بیٹھتا +

امام علیہ السلام :- دیکھو خداوند احسن الخالقین فرماتا ہے۔ وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ۔ (شب و روز امن و اطمینان کے ساتھ اس میں چلنے پھرنے کو ہم نے مقرر کیا ہے)

ابو حنیفہ :- اس سے آپ کا کیا منشا ہے +

امام علیہ السلام :- تم بتلاؤ وہ کونسی جگہ ہے +

ابو حنیفہ :- مکہ و مدینہ کے درمیان کا راستہ ہے +

امام علیہ السلام :- (حاضرین سے) تم لوگ اکثر مابین مکہ و مدینہ سفر کرتے ہو۔ کیا وہاں امن و امان ہے۔ اور جان و مال کا کوئی خطرہ نہیں +

حضار :- ضرور خطرہ ہے۔ اکثر لوگوں کی جانیں تلف ہوئی ہیں۔ بعض کے مال و اسباب لوٹ لئے گئے ہیں +

امام علیہ السلام :- اے ابو حنیفہ احکام و فرمان الٰہی لغو و باطل نہیں ہوتے۔ اچھا اب بتاؤ رب العزت فرماتا ہے۔ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔ جو اس میں داخل ہوا۔ امن میں ہو گیا۔ اس سے کونسا مکان مراد ہے +

ابو حنیفہ :- اس سے بیت الحرام مراد ہے +

امام علیہ السلام :- تم لوگ اس امر سے واقف ہو کہ عبداللہ ابن زبیر اور سعید ابن جبیر اس میں داخل ہوتے اور امن نہ پایا +

حضار :- واقعی حضرت کا فرمانا درست ہے +

امام علیہ السلام :- اے ابوحنیفہ اللہ کا کلام فضول نہیں ہوتا +

ابوحنیفہ :- یا حضرت مجھے کتاب خدا کا علم نہیں ہے میں ازروئے قیاس فتویٰ دیتا ہوں +

امام علیہ السلام :- اچھا قیاس کی رو سے قتل زیادہ ہے یا زنا ؟

ابوحنیفہ - قتل زیادہ ہے +

امام علیہ السلام :- پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ قتل کے ثبوت کیلئے دو گواہ اور زنا کے اثبات کیلئے چار گواہ درکار ہیں۔ خیر اسے جانے دو۔ یہ بتاؤ نماز ضروری ہے یا روزہ ؟

" نماز ضروری ہے "

مگر زن حائضہ کو روزہ کی قضا واجب ہے۔ اور نماز معاف ہے۔ اسے بھی جانے دو۔ یہ بتاؤ کہ ازروئے قیاس منی زیادہ نجس ہے یا پیشاب +

" بول منی کی نسبت زیادہ ناپاک ہے "

" پھر کیا وجہ ہے کہ منی کیلئے غسل کی ضرورت ہے اور پیشاب کو صرف وضو ڈالنا کافی ہے "

" یا حضرت میں قیاس کا مطیع نہیں ہوں۔ بلکہ اپنی عقل و رائے کے موافق کام کرتا ہوں "

" اچھا تمہاری اس مقدمہ میں کیا رائے ہے۔ کہ ایک شخص کا ایک غلام تھا جب اس نے اپنا نکاح کیا تو اپنے غلام کا بھی عقد کیا۔ دونوں نے ایک ہی شب اپنی عورتوں سے ہم بستری کی پھر وہ سفر میں چلے گئے۔ عورتیں ایک جگہ رہیں کچھ مدت کے بعد ان دونوں کے لڑکے پیدا ہوئے تھوڑیں مکان کی چھت گرنے سے دب کر مر گئیں۔ دونوں لڑکے باقی بچ گئے۔ اب کیونکر تمیز کی جاوے کہ کون لڑکا آقا کا ہے اور کون غلام کا "

" یا حضرت میں صرف حدود و تعزیرات جانتا ہوں "

" اچھا یہ بتاؤ کہ ایک اندھے نے کسی بینا کی ایک آنکھ پھوڑ دی۔ اور مقطوع ید نے کسی ایک کا ہاتھ توڑ دیا۔ ان پر کس طرح حد جاری کی جاوے گی +

" (گھبرا کر) میں تو کچھ نہیں جانتا "

" اے ابوحنیفہ اگر مجھے یہ خیال دامنگیر نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے۔ کہ فرزند رسول صلعم نے ابوحنیفہ سے کچھ دریافت نہ کیا۔ تو میں ہرگز تم سے کچھ نہ پوچھتا۔ اب جو تمہارے دل میں آئے اس پر عمل کرو "

(شرمندہ ہو کر) یا حضرت میں عہد کرتا ہوں کہ آج سے آیندہ کسی مسئلہ میں قیاس نہ کروں گا " یہ امر محال ہے کیونکہ حب دنیا تجھ کو راہ راست پر آنے سے باز رکھے گی +

تصویر کا دوسرا رخ

صادق آل محمد کا زمانہ ہے۔ ایک روز آپ ماحضر تناول فرما رہے ہیں۔ ابو حنیفہ صاحب بھی شریک طعام ہیں۔ بعد فراغت طعام امام علیہ السلام کی زبان مبارک پر یہ فقرات جاری ہوتے ہیں:۔

امام علیہ السلام:۔ الحمد للّٰہ رب العالمین خداوندا! یہ کھانا تیری اور تیرے رسول صلعم کی طرف سے ہے +

ابو حنیفہ:۔ چونکہ کہ آپ خدا کو رسول کا شریک قرار دیتے ہیں +

امام علیہ السلام:۔ تیری عقل پر نہایت افسوس ہے کیا ارشاد رب العالمین نہیں یاد ہے وما نقموا الا ان اغناھم اللّٰہ ورسولہ من فضلہ۔ کینہ نہیں کیا انہوں نے مگر یہ کہ بے نیاز کر دیا ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے +

ابو حنیفہ:۔ بخدا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیتیں کبھی کانوں تک نہیں پہنچی ہیں +

امام علیہ السلام:۔ یہ آیتیں تم نے پڑھی بھی ہیں اور سنی بھی ہیں مگر تمہارا شمار ان لوگوں میں ہے جن کی نسبت ارشاد باری یوں ہو رہا ہے ام علی قلوب اقفالہا و کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون

ابو حنیفہ:۔ یا حضرت آپ یہ کیا ارشاد فرماتے ہیں +

امام علیہ السلام:۔ اے ابو حنیفہ ہم نے سنا ہے کہ تم اکثر مسائل شرعی کو قیاس کے انداز سے حل کرتے ہو۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کی پیروی کی جبکہ خلاق عالم نے آدم علیہ السلام کے سجدہ کا حکم دیا۔ اس نے محض قیاس کے بھلانے پر کہدیا خلقتنی من نار وخلقتہ من طین۔ اس نے آگ اور مٹی میں قیاس کیا۔ اگر نورانیت آدم اور آتش کا اندازہ کرتا تو یقیناً نار اور نور کا فرق ذہن میں آجاتا۔ میں تم کو ہدایت کرتا ہوں۔ کہ اس کی تقلید نہ کرو۔ اس کے ثانی اثنین نہ بنو۔ ایسا نہ ہو کہ خدا کے جوار رحمت میں جگہ نہ ملے یہی کمبخت قیاس تھا کہ جس کی تقلید کر کے شیطان نے ملعونیت کا ہار گلے میں ڈالا اور دربار الٰہی سے نکالدیا گیا۔ قال عز وجل اخرج منہا انک رجیم و ان علیک لعنتی الی یوم الدین

راقم:۔ وہی مین ۔ تے ہلوری ۔ مؤلف فرزند عائشہ

حقیقت پردہ

گذشتہ ماہ میں رسالہ حقیقت پردہ" کے متعلق ریویو کیا گیا تھا۔ سچ ہے "مفت را چہ گفت" "یا نچسو" نف کاپیاں اس قلیل عرصہ میں سب ختم ہو گئیں جس صاحب کو ضرورت ہو آیندہ یہ رسالہ منیجر صاحب خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور سے ۳ کے ٹکٹ قیمت بھیجکر طلب فرمائیں۔ پنجاب شیعہ مشن لاہور کے دفتر میں اب اس کا کوئی نسخہ وقف باقی نہیں رہا ہے +

انجمن حسینیہ پانی پت

سیکرٹری صاحب انجمن حسینیہ پانی پت کی جانب سے ایک چٹھی محررہ ۲۸ مارچ ۱۹۲۹ء شمس العلما
علامہ حائری صاحب قبلہ وکعبہ کی خدمت میں بدیں مضمون موصول ہوئی ہے۔

قبلہ وکعبہ مخدوم مکرم بندہ جناب مولانا صاحب زاد توقیرکم
تسلیم مزاج عالی۔ امید ہے کہ جناب بخیر و عافیت ہوں گے۔

آج مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۲۹ء کو بوقت ۸ بجے دن جلسہ انجمن حسینیہ پانی پت زیر صدارت جناب
منشی حامد علی صاحب پریسیڈنٹ منعقد ہو کر حسب ذیل تجویز بہ اتفاق رائے پاس ہوئی کہ یہ جلسہ
جناب کی اس ایثار و قربانی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ کہ جو جناب نے قومی درد بہت بھرا ہوا دل
اپنے پہلو میں رکھنے کی وجہ سے اس کبیر سنی میں اپنے نہایت قیمتی وقت کو ضائع کر کے اس وفد
میں شرکت فرمائی۔ کہ جو آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ کے انتخاب سے جناب گورنر صاحب بہادر
پنجاب کے حضور میں مورخہ ۲ مارچ ۱۹۲۹ء کو شیعہ جماعت پانی پت کی داستان غم بیان کرنے کے
لیے پیش ہوا تھا۔ اور جناب نے نہایت موثر طریقہ سے تقریر فرمائی ہم امید ہے کہ حضور کی برکت سے
نتیجہ کامیابی ہوگا۔ نیز جلسہ جناب کے حق میں دعائے خیر کرتا ہے۔ خداوند عالم بہ تصدق محمدؐ و آل محمدؐ
حضور کو ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین ثم آمین زیادہ قدم بوسی فقط

حضور کا خادم:۔ (خواجہ) اختر علی انصاری آنریری اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن حسینیہ پانی پت

چٹھی مذکور قبلہ وکعبہ نے سماعت فرما کر سیکرٹری صاحب کا شکریہ ادا کئے جانے کی ہدایت ان
الفاظ میں فرمائی کہ حضور نے وفد کی شرکت محض فرض منصبی سمجھ کر فرمائی جو کسی شکریہ کی مستحق نہیں۔
چونکہ سرکار حجۃ الاسلام کی عمر اس وقت تقریباً باون برس کی ہوگی۔ اس لئے خاکسار مدیر نے بغرض تفنن
طبع جناب کی توجہ لفظ کبیر سنی جو انجمن کی چٹھی مذکور میں تحریراً خصوصیت سے واقعہ منعطف کرائی جس
پر حضور نے تبسم فرمایا کہ سچ ہے بزرگی بہ عقل است نہ بہ سال سبحان اللہ

مدیر

خبر وفات

افسوس ہے کہ جناب سید فردوس علی شاہ صاحب بے ٹوالہ کمپنی نمبر ۴
مقام میراں شاہ سکوٹس (ساکنہ سنگو پاس قلعہ سیداں ضلع کوہاٹ) نے ۵ جنوری ۲۹ء
بروز چہار شنبہ سپتال میراں شاہ میں دار فانی سے بعارضہ نمونیہ دار بقا کو کوچ کر کے بر رحمت ایزدی ذی شان ہوا
انا للہ و انا الیہ راجعون مرحوم ایک شریف خاندان عابد پرہیزگار سید تھا جملہ مومنین سے التماس ہے کہ سید
مذکور کیلئے فاتحہ خوانی و دعائے مغفرت سے سرفراز فرمائیں۔ خادم المومنین ناظم علی از میراں شاہ

شانِ امامت

نمبر ۱۶

قال عزوجل یا ایها الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

ہم نے عرض کیا کہ خدا کے بنائے ہوئے امام کی بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائیے۔ اس کا کیا مطلب ہے گو یہ کوئی پیچیدہ فقرہ نہیں۔ پھر بھی طالب تصریح ہے ؛

(۱) خدا کے بنائے ہوئے امام کے سوا جس کی اطاعت فرض کی گئی ہے۔ دوسرے کی اطاعت مقتضائے عقل کے خلاف ہے ؛

(۲) اپنی ضد کی بنا پر غلط اصول پر خواہ مخواہ قائم رہنا۔ کار خردمنداں نیست ؛

(۳) اپنی غلطی کا اعتراف عاقلوں کا شیوہ ہے ؛

(۴) غلطی پر اصرار دلیل جہالت ہے ؛ (۵) دینی اصلاح دینداروں کا طریقہ ہے۔

(۶) اگر راہ راست میں راہ مقصود سے بھٹک کر علیحدہ ہو گئے بے راہ جا رہے ہیں۔ اور اسی حالت میں ایک ہادیٔ کامل۔ ایک رہبر صراط مستقیم مل گیا۔ تو فوراً اپنا راستہ بدل دینا۔ اس خضر طریقت کے نقش قدم پر چلنا صحیح الدماغ انسان کا کام ہے ؛

(۷) عذاب خدا سے بچنے کی کوشش مقتضائے خدا پرستی ہے ؛

(۸) اندھی تقلید سے اپنے نفس پر ظلم کرنا ہے (۹) نفس پرستی دینداری کے خلاف ہے ؛

(۱۰) نجات اور بخشش کا راستہ اختیار کرنا اہل دین کا کام ہے ؛

اس مختصر مگر مفید و نتیجہ خیز امور پر توجہ دلانے کے بعد یہ عرض کرنا اور مکرر تصریح کر دینا بے موقع نہیں معلوم ہوتا۔ کہ امام زمانہ خدا کا بنایا ہوا ہوتا ہے۔ جس میں انسانوں کو کچھ مداخلت نہیں کہ وہ ساختِ امامت کے اہم فرض کو ادا کر سکیں۔ کیونکہ یہ فرضِ خدا ہے۔ یہ امر اس کے امورات خاصہ میں داخل ہے۔ صرف شناخت امام فرائض انسانی سے ہے۔ طریقہ شناختِ امام چند نمبروں میں بیان کیا جا چکا ہے۔

آج پھر شناخت ہی کی نسبت ایک مسلمہ اصول کی جانب توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ خدا ہر مدعی اسلام کو اسلام کے سیدھے راستہ کی رہبری کرے۔ دنیا میں ہر شے کے جانچنے اور پرکھنے کے لئے محک و معیار مقرر ہے جس کے ذریعہ سے دریافت طلب اشیا کی حقیقت و ماہیت دریافت کی جاتی ہے۔ مثلاً سونا کے کھرے کھوٹے کو معلوم کرنے کے لئے کسوٹی (ایک پتھر) ہے جس پر گھسنے سے حقیقت کا انکشاف۔ اصلی و غیر اصلی میں امتیاز ہوتا ہے۔ اسی طرح شناختِ امام کے لئے بھی معیار ہے جس سے اصلی و مصنوعی امام میں نہایت آسانی سے تمیز ہو سکتی ہے۔ ہم بہتر جانتے ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ معیار امامت (خلافت) علم ہے مگر سطحی نگاہیں رکھنے والے اصحاب ماننے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ دعوے بلا دلیل قبول خردمن

کو نہ کرٹال دیں گے۔ اس وجہ سے میں ایک ایسی قوی دلیل پیش کرتا ہوں جس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ اچھا ذرا کلام خدا کی سیر فرمائیے ✦

خدا نے ترکیب عناصر سے پتلا آدم کا تیار کیا۔ فرشتوں کو حکم ہوتا ہے اس میں جب روح پھونکی جائے تو تم سب سجدہ کرو۔ کیونکہ میں زمین پر اسے اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تمام فرشتوں نے عموماً اور معلم الملکوت (جو مجلس فرشتگان سے نہ تھا) یعنے شیطان نے خصوصاً تامل و انکار کیا۔ اور ظاہراً خدا پر ایک اعتراض وارد کیا۔ بار الٰہی کیا تو ان لوگوں کو اپنا خلیفہ بنائے گا۔ جو زمین پر فساد و خونریزی کے مرتکب ہوں حالانکہ ہم لوگ تیری تسبیح تہلیل و تقدیس کرتے ہیں مطلب یہ ہو کہ ہیں بحالت اطاعت و عبادت مستحق خلافت ہوں یہ خاکی پتلا جو ابھی عدم سے وجود میں آیا ہے۔ کوئی عبادت بھی نہیں کی کیونکر سزاوار خلافت ہو سکتا ہے ✦

خدا نے جھڑک دیا۔ فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ فرشتہ نادم اور اپنے اعتراض پر شرمندہ ہو کر معترف ہوئے۔ میرے معبود مجھے صرف اتنا ہی علم ہے۔ جو تو نے مجھے عطا فرمایا ہے ✦

پھر خدا نے اسے اور صاف کر دیا اور گویا صاف لفظوں میں بتلا دیا کہ خلافت کے لئے علم کی ضرورت ہے معیار خلافت صرف علم ہے۔ تسبیح و تہلیل و تقدیس و تحمید طاعت۔ عبادت تسبیح جنبت وغیرہ کسی چیز کی ضرورت نہیں محض علم لازمۂ خلافت و امامت ہے۔ بعدہ پروردگار عالم نے فرمایا سوال کرو آدم سے اس چیز کا جس کی بابت تم سے سوال کیا گیا اور تمہارا عجز ثابت ہوا ✦

فرشتوں کے دریافت کرنے پر جناب آدمؑ نے بلا تامل بالتصریح بیان فرمایا (اس سے زیادہ وضاحت کے لئے تفاسیر ملاحظہ فرمائیے) اس مثال بتا دیا۔ پورے طور سے ثابت کر دیا۔ بخوبی سمجھا دیا کہ معیار امامت علم اور صرف علم ہے۔ اب جبکہ معیار کا پتہ مل گیا شناخت میں نہایت سہولت۔ اصلی و مصنوعی کے پہچاننے میں بجد آسانی ہو گئی لیکن ہاں یہ امر ضرور قابل لحاظ ہوگا۔ پرکھنے کے لئے نظر کا ہونا شرط ہے پرکھنا سنار ہی کا کام ہے۔ ایک سونا ہی کو لے لیجئے۔ ہر شخص کسوٹی پر گھس کر کھرے کھوٹے کی تمیز نہیں کر سکتا لیکن جاننے والا مثلاً سنار جس کو اس کا علم حاصل ہے حقیقت شناس ہوتا ہے گھس کر بیک نظر اس کی حالت کو دریافت کر لیتا ہے۔ اس کی نظر پرکھنے میں غلطی نہیں کر سکتی۔ اس میں یہ خیال رکھنا بھی ضروری امر ہے۔ کہ سونا ایک معمولی شے ہے۔ اس کے پرکھنے میں زیادہ دقت و دشواری نہیں ہے ممکن ہے کہ متبحر سنار کسی معمولی شخص کو پرکھنے کا علم تعلیم کرے جس کے سبب سے وہ باسانی پرکھ لے مگر علم پر کسی کو گھس کر شناخت کرنا صرف اہل علم کا کام ہے معمولی اشخاص معمولی فنون کی طرح سیکھ کر یہ مہارت نہیں حاصل کر سکتے ✦

اب اس کلام کی اہمیت بہت بڑھ گئی۔ ہم کو معیار معلوم ہونے سے کیا فائدہ ہو جب ہم اس کے جانچنے میں عاجز ہیں۔ اس کے پرکھنے کی قوت نہیں رکھتے۔ ہم کو یہ علم کب حاصل ہے کہ ذریعہ ادراک تمیز اصلی و مصنوعی قرار دیں ✦

لیکن ہم کو دیکھنا چاہیے کہ معیار خلافت و امامت پر کسی عالم نے بدلائل کسی کو چسپاں کر کے بتلا دیا ہے
یا نہیں کیونکہ جب ہم قاصر ہیں تو بجز اس کے دوسرا ذریعہ کامیابی کا نہیں۔

ہم کو ضرورتاً کسی زبردست عالم کے تلاش کی ہوئی تصریح علم مختصراً ملاحظہ فرمائیے:-

علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہبی دوسرا کسبی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آخر الذکر علم کبھی منتہائے ترقی کو نہ پہنچا
اور نہ پہنچ سکتا ہے ہمیشہ اس میں کمی رہتی ہے اور رہیگی لیکن علم وہبی وہ نعمت ہے جس میں کوئی نقص
نہیں پایا جاتا اور نقص کیونکر رہ جاتا جبکہ تعلق اس کے تعلیم کا عالم بالذات سے ہو۔ ہم کو ایسی الٰہی ہستیاں
عالم میں ملتی ہیں اور انہیں کو ہم پیغمبر اور امام کہتے ہیں۔ ان پیغمبروں میں سب سے زیادہ معزز۔ سب
سے زیادہ ذی کمال، سب سے زیادہ عالم ہمارے پیغمبر آخر الزمان جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم ہیں جن کی متابعت جن کی فرمانبرداری ہم پر فرض اور عین ہمارا ایمان ہے۔ اسلام میں اس سے
کسی کو انکار نہیں۔ آپ کا قانون ہم پر نافذ ہے۔ آپکے احکام کے ہم تابع ہیں۔ ہمکو آپکے کلام واجب الاتباع
پر نظر ڈالنی چاہیے۔ اگر آپ نے معیار امامت پر چسپاں کر کے کسی کو بتلا دیا ہے تو نہایت آسانی پیدا کر دی ہے۔
اور اگر نہیں بتلایا ہے تو یقیناً ہم قاصر ہیں۔ اور اس حالت میں ہم ہمیشہ بھٹکتے رہینگے۔ اور دریائے ضلالت
میں غوطہ لگاتے رہینگے جس کا نتیجہ تباہی ہے۔ الحمد للہ ہمکو وہ حدیث مل رہی ہے جو کہ نہایت ہی ٹھیک
ٹھیک بیٹھی ہے یعنی انا مدینۃ العلم و علی بابھا۔ سبحان اللہ کیسے آپ ایسا اصول تعلیم فرماتے
ہیں۔ جو عالم ہوگا وہی بتلا سکتا ہے۔ بتا سکتا ہے۔ پہچان سکتا ہے۔ غیر عالم [illegible] یابی
حاصل نہیں کر سکتا۔ اولاً آپ اپنی نسبت فرماتے ہیں میں مدینہ علم ہوں۔ مدینہ کی مثال دیکر آپ نے اچھی
طرح سمجھا دیا کہ مجھے مکمل علم حاصل ہے۔ کوئی کمی کسی قسم کا نقص نہیں ہے۔ اہل علم اس مثال پر
غور کر کے لطف بے اندازہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر آپ بجائے مدینہ دریائے علم فرماتے ہرگز وہ بات حاصل ہوتی
جو مدینہ کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ مدینہ میں کوئی شے ایسی نہیں بتلائی جا سکتی جسکی ضرورت ہو اور موجود نہ
ہو لیکن دریا میں ضروریات کی ہزاروں چیزیں مفقود ہوتی ہیں۔ اسلئے دریا ثبوت تکمیل کے لئے ناکافی تھا۔
اہل علم اس سے بہت سی باریکیاں اور نکات نکال سکتے ہیں لیکن کم از کم ہمکو یہ امر تو ضرور معلوم ہو گیا۔
کہ ایک کامل و اکمل ذات نے ایک ایسی ہستی ہمارے سامنے پیش کر دی۔ جو علم میں ہر طرح سے کامل ہے۔
اپنے کو مدینہ علم اُس کو در علم بتا کر سمجھا دیا کہ میرے بعد علم میں کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ جائے انصاف ہے
ایسے شخص کی موجودگی میں ہم کسی اور کو جس میں علم کی معمولی جھلک بھی نہ ہو کیونکر امام سمجھ لیں درآنحالیکہ
معیار امامت علم ہو۔ دوسری حدیث مقدس میں کچھ اس سے زیادہ وضاحت فرمائی گئی ہے۔ انا
دار الحکمۃ و علی بابھا۔ میں دار حکمت ہوں علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ اس میں بھی [illegible] مثال
موجود ہے۔ اگر بجائے دار کے دریا خواہ سمندر یا محیط ہوتا کبھی اکمال علم کا ثبوت نہ دیتا۔ علاوہ اس کے
لفظ حکمت بھی غور طلب ہے۔ علم حکمت کسی ایک خاص علم کا نام نہیں۔ بلکہ علم حکمت تمام علوم و فنون کے
جامع کا نام ہے۔ ماہیت اشیا و حقائق اشیاء یا امکان بشری و قوت انسانی سے ماہر ہونا اسی کو

علم حکمت کہتے ہیں پھر یہ علم اگر . ی ہے . کبھی درجۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا ہے ۔ ہاں اگر وصی ہوگا ۔ تو بے شک کوئی کمی و نقص نہیں رہے گا ✦

اب غور فرمایئے جب ایسا کامل عالم وصی کسی کو بتلائے کہ میں دارِ حکمت اور وہ اسی کا دروازہ ہے ۔ یعنی علم میں اہم رتبہ ہے تو صرف یہی ہے تو کیا ایمان اس کی اجازت دیگا کہ ہم اس کو چھوڑ کر کسی معمولی شخص کو اپنا امام سمجھیں ۔ امام بنالیں ۔ جبکہ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہو ۔ کہ ہم کو ساختِ امامت کا اختیار نہیں ہے ۔ اور مبدءِ امامت صرف علم ہے ✦ اس مسلمہ سے انکار کسی صحیح الدماغ و دیندار کا کام نہیں ✦

یہ دونوں مذکورالصدر حدیثیں مسلمۂ فریقین ہیں جو کسی طرح قابلِ انکار نہیں ✦

حضرت عمر نے بعض مواقع پر جبکہ قضایائے مشکلہ کا فیصلہ جناب امیرؑ نے فرمایا ۔ بارہا صاف لفظوں میں کہدیا کہ یا علیؑ بیشک اس کا فیصلہ علم پر مبنی تھا ۔ جو بجز آپکے اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا تھا ۔ اور کیوں نہ ہو رسول اللہؐ آپ کی شان میں فرما چکے ہیں ۔ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا ۔ واقضاکم علی ۔ دیکھئے آپ نے مان لیا اور ظاہر فرما کر کہدیا ۔ اعلان کر دیا کہ دنیا میں بعد رسولؐ علم میں کوئی بھی آپ کا مثل و نظیر نہیں ۔ اللہ اکبر علم مجسم کو چھوڑ کر اگر ہم ایسے کو امام فرض کریں ۔ جو بے علمی کی تصویر ہو ۔ یقیناً عاقل ہم پر انکا دہ حقارت ڈالے گا ✦

جس میں علم کی تیز شعاعیں تابندہ ہوں ۔ شانِ امامت آفتاب سے زیادہ روشن ہو ۔ اس سے روگردانی کر کے اگر ظلمت کی جانب آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھیں ۔ سیاہی پر آنکھ ڈالیں ۔ نظر جمانے کی کوشش کریں ۔ عقلا ہمکو جانور اور بے حقیقت جانور شپرہ چشم کے مترادف سمجھیں گے یا ارحم الراحمین دنیا کی قوتِ بصارت کو اس قدر تیز کر دے کہ وہ شانِ امامت کا نظارہ کر سکے اور اصلی امام سے فیضیاب ہو ۔ اور اس ناچیز کے مضمون شانِ امامت سے عالم مستفید ہو ۔ اس گنہگار کے جرائم سے درگذر فرما ۔ بحق امام بحق علیہ السلام

ناظرین الحافظ کی خدمت میں التماس ہے ۔ کہ بہ سبب ضعف دماغ متبلائے عوارضِ مختلفہ ہے یہ سلسلۂ علالت قطع نہیں ہوتا ۔ آپ لوگ دعا فرمائیں ۔ کہ جب تک زندگی باقی ہے ۔ صحیح و سالم اور تندرست رہوں ۔ تاکہ بحالت بقائے قوت اپنے پاک اور سچے دین کی خدمت کر سکوں ✦ والسلام

خادم اسلام ۔ مایوس العلاج فراق ۔ ہلو ضلع بستی

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ مضمون خوشخط اور صاف لکھا ہونا چاہیئے ۔ بہ سبب عدم الفاظ نہ پڑھے جانیکی وجہ سے غلط چھپ جاتے ہیں ۔ جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے ۔ نیز خریدار صاحبان خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ✦

پنجاب شیعہ مشن لاہور کا الٰہ آباد میں تبلیغی دورہ۔

حسب درخواست جناب احمد علیخان صاحب سیکرٹری انجمن تبلیغ الایمان الٰہ آباد۔ بتاریخ ۲۸ مارچ ۲۹ء کو حضور قبلہ و کعبہ حجۃ الاسلام صدر المفسرین سرکار شمس العلما علامہ حائری مجتہد العصر دامت برکاتہم مع صحابی سفر رضی اللہ عنہ کے کلکتہ میں سے روانہ ہو کر ۲۹۔ مارچ کو ۲ بجے دن کے وارد الٰہ آباد ہوئے سٹیشن پر تقریباً دو ہزار معززین ذکر فار کا مجمع تھا۔ فلک شگاف نعرہ ہائے صلوات میں جناب شمس العلما اُترے اور موٹر میں بصورت جلوس روانہ ہوئے ۳۰۔ ۳۱۔ مارچ اور یکم اپریل کو روزانہ آٹھ ہزار کے مجمع میں تبلیغی لکچر کی۔ ان کی معرکتہ الآرا تقریروں کا فوری اثر یہ ہوا کہ اس بھرے مجمع میں ایک خاندانی شخص بیحد متاثر ہو کر کھڑا ہو گیا اور مذہب شیعہ اختیار کرنے کا اعلان کرتے ہوئے اپنی خاندانی مشکلات کا بھی تذکرہ کیا جس پر حاضرین نے وسعت قلبی کیساتھ نقدی سے اس کی اعانت وامداد کی عالیجناب راجہ مہدی علی خان صاحب تعلقدار ریاست حسن پور ضلع سلطان پور اور عالیجناب نواب آغا علی خان صاحب سپشل مجسٹریٹ وریئس دریا آباد۔ الٰہ آباد نے اس اعانت میں سب سے زیادہ حصہ لیا (زندہ باد علامہ حائری) یکم اپریل ۱۲ بجے دوپہر کو جناب شمس العلماء ام ظلہ مع صحابی سفر کے پنجاب میل سے مع الخیر مراجعت فرما لاہور ہوئے ✦

نوٹ:- حسب روایت جناب صحابی سفر رضی اللہ عنہ یہ رپورٹ درج کی گئی ہے ✦

راقم:- آنریری سیکرٹری پنجاب شیعہ مشن۔ لاہور

ایک ضروری اعلان

گذشتہ عید کے موقع پر آل انڈیا شیعہ یتیم خانہ لکھنؤ کی مرتبہ ڈائرکٹری کے پتوں کے لحاظ سے ارمغان عید۔ اعمال عیدین و فتاوائے مجتہدین حضرات مومنین یا تمکین کی خدمت میں روانہ کئے گئے تھے۔ مگر مکتوب الیہ کا غالباً پتہ تبدیل ہو جانے کی وجہ سے تقریباً تین سو پیکٹ واپس ہوئے جس کا بار آپ کے قومی ادارہ یتیم خانہ پر بیفائدہ پڑا چونکہ عید الضحیٰ کے موقعہ پر سالانہ کیلنڈر شایع کرنے کا قصد ہے۔ اس لئے مقامی و نیز بیرونجات کی انجمنوں کے سیکرٹری صاحبان و دیگر ہمدردان یتیم خانہ سے گذارش ہے۔ کہ ماہ ذیقعد کی ۱۵ تاریخ تک جن حضرات کے پتے تبدیل ہو گئے ہوں۔ اسے مطلع فرمائیں۔ تاکہ کیلنڈروں کی روانگی میں سہولت ہو۔ والسلام

خادم ایتام (نواب مرزا) مرتضیٰ حسین خان
آنریری سیکرٹری آل انڈیا شیعہ یتیم خانہ
محلہ کاظمین لکھنؤ

وصیٔ رسولؐ

(از چکیدہ کلک خادم آئمہ سید محمد اعجاز احمد رضوی اعجاز۔ متوطن قصبہ ہلور ضلع بستی رضا من منزل)



تواریخ کائنات کی اوراق گردانی سے ملک عرب کے اسوقت کی حالت جسکو عرب کے زمانہ جاہلیت سے تعلق ہے۔ یہ حالت ہے کہ کفر و الحاد کی تیز و تند ہوائیں چلکر گلشن ایمان کو تیرہ و تار کر رہی ہیں۔ کفر و اوہام پرستی کا یہ عالم ہے۔ کہ وہی سنگ جو کل تک سنگ راہ تھے آج مسجود خلائق بن رہے ہیں خلاف فطرت احتمال کرگذرنا گویا یہ تو عامۃ الناس کے اشغال روزمرہ کے جزئیات ہیں لیکن ایسی ساعتوں میں بھی جبکہ کفر کی تیرگی سے روز روشن بھی شب تار ہو رہا تھا۔ عرب کے مبارک مطلع سے ایک ایسا مہر درخشاں طلوع ہوتا ہے اور اس سے ایسا نور ساطع ہوتا ہے کہ جس سے عرب کے ذرہ ذرہ میں خورشید پرضیا کی چمک آجاتی ہے۔ اور نور ایمان کی بارش ہونے لگتی ہے۔ قوم گمراہ ہے کہ کبھی دشنام دیتی ہے کبھی اس پر جلسم کا اطلاق کرتی ہے۔ مگر یہ خلق مجسم باوجود مصائب شدیدہ کے ان ہدایات سے غافل نہیں رہتا ما آخر اس کی صداقت کا نگین لوگوں کے قلبوں پر اس طرح بیٹھنا شروع ہوتا ہے۔ کہ دیکھو ہم لوگ ایذاؤں پر ایذا دیتے ہیں مگر سوائے پند و نصائح کے یاد کر لیجئے کبھی حرف شکایت زبان تک نہیں لاتا۔ جب کچھ لوگ ایسے جو اس کے ہر ہر قول فعل اور اس کی ہر ناصحانہ گفتگو کو میزان حق پر تولتے ہیں ما ور اسکے بعد بنائے ہوئے قواعد و ضوابط کو سمجھ کر یوں ایمان لاتے ہیں

(اشہد ان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول) اللھم صل علی محمد و آل محمد ✦

پھر اس برگزیدہ خدا کے فرمانوں کو سر و چشموں پر جگہ دیتے ہیں۔ اس کے پسینہ پر اپنا جان شیریں نثار کرنے کو تیار ہیں۔ بالآخر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں جس کا اقرار وحدانیت و رسالت کے بعد ایمان کی تکمیل کا باعث ہوجاتا ہے۔ مگر جب ہم تفصیلی رنگ باب کے اس مقام پر پہنچتے ہیں۔ جہاں غدیر خم کا سچا واقعہ موٹے خط میں نمایاں نظر آتا ہے تو اس مبارک لفظ کی اہمیت کی کچھ حد ہی نہیں رہتی۔ گنجینہ دار وحی حبیب کبریا محمد مصطفیٰؐ کے عہد مبارک کے آخری حج کے فرائض ادا ہوگئے ہیں۔ قافلے واپس ہو کر مقام غدیر پر پہنچ گئے ہیں۔ لیکن محل وحی خدا کے نازل ہونے پر یک بیک تزکیہ و اہتمام ہونے لگتا ہے۔ منادی ندا دیتا ہے۔ یا ایہا الناس! تم میں سے جو قافلے آگے نکل گئے ہیں۔ وہ بلائے جائیں اور جو پیچھے ہیں۔ ان کا انتظار کیا جائے کیونکہ آج میں تم لوگوں پر ایک ایسے امر ذری کا انکشاف کرنا چاہتا ہوں جس کے اظہار کے بعد گویا میں نے کار رسالت کو انجام ہی نہیں دیا۔

جس کو خلاق عالم اپنے کلام بلاغت نظام میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایہا الرسول بلغ الخ۔ اللہ اللہ وہ دشت پرخار وہ نصف النہار تک سینچتے ہوئے شمس کی تپش ایک لاکھ بیس ہزار

مخلوق کا ہجوم اور اس میں پالان شتر کا منبر اور مرحلہ پیمائے وادی سبحان الذی اسریٰ محمد مصطفیٰ کا ارشاد ہوا۔ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اسی پر بس نہیں۔ باب مدینۃ العلم علی ابن ابی طالب کا مجمع عام میں اتنا بلند کیا۔ کہ سفیدی زیر بغل ظاہر ہوئی۔ اس پر بخ بخ لک یا علی ابن ابی طالب کا نعرہ اور درگاہ عالم الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کا سنہرا تمغہ عطا ہونا کیسا اہم واقعہ ہے جس پر ایک تحقیقی نظر ڈالنے کے بعد ہر منصف پکار اٹھتا ہے۔ لاریب یا علی اور اس اہتمام ایزدی کے اختتام پر یوں پکارنے لگتا ہے۔ اشھد ان امیر المومنین علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلافصل +

لہذا ثابت ہوا۔ کہ حضرت علی علیہ السلام رسول خدا کے سچے وصی وجانشین ہیں +

فاعتبروا یا اولی الابصار

مذہب شیعہ

اس نام کی ایک کتاب حال ہی میں چھپ کر بغرض ریویو ہمارے دفتر میں موصول ہوئی ہے جس میں مذہب شیعہ کے اصول وعقائد اور فروع اعمال پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اور دوسرے اسلامی فرقوں کے اصول اور فروع کا ان سے مقابلہ کرتے ہوئے ہر عقیدہ اور عمل پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ اور بدلائل وبراہین قاہرہ ثابت کیا ہے کہ تمام اسلامی فرقوں میں معقول مستحسن۔ جامع اور قابل عمل عبادات مد دنیا میں اور موجب نجات آخرت میں اگر کسی اسلامی فرقے کے اصول وعقائد اور فروع اعمال ہیں تو وہ صرف مذہب شیعہ ہی دنیا میں ہے۔ مضامین بہت دلپسند استدلال نہایت دلچسپ ہے۔ کتابت طباعت بھی دیدہ زیب ہے۔ کتاب تقطیع ۲۶×۲۰/۸ ۲۹۲ صفحات پر ختم ہے۔ قیمت مجلد ولایتی عمر محصول علاوہ۔ کربلائی شیخ غلام علی صاحب شہید بہ منیجر خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور کے پتہ سے طلب کریں +

سیرۃ النبی اور میں

گذشتہ سے پیوستہ (نمبر ۱۱) گذشتہ سے پیوستہ

گو مولوی صاحب کی اس تحریر بے ثبوت و بے دلیل کا جواب دینا ان ذی علم حضرات کا فرض ہے جو اس کے اہل ہیں۔ اور انہوں نے ایک مستحسن حد تک اس ذمہ واری کو حقیقی عنوان سے قومی برادری کے ساتھ رکھ چھوڑا ہے۔ مگر میرا فرض بحیثیت اسکے کہ میں سیرۃ النبی کو ایک اسلامی تاریخ سمجھ کر دیکھ رہا ہوں بقدر ضرورت کہ میں دیکھوں کہ آیا مولوی صاحب نے تاریخ نویسی کے فرض کو کہاں تک پورا کر رہا ہے۔ تو یہاں تک پہنچنے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ اولاً تو مولوی صاحب نے تاریخ نہیں لکھی ہے۔ ثانیاً مدحی خلافت ثلاثہ صحت زیادہ کی ہے۔ ثالثاً فضائل و مناقب محمدؐ و آل محمدؐ کا خاتمہ کیا ہے اور ان کے مقامات روحانی پر پردہ ڈالا ہے۔ رابعاً اپنے مذہب کی بنا بغض و عداوت علی ابن ابی طالب و اہلبیت اطہار علیہم السلام پر رکھی ہے اور ان اصول اربعہ کی تمیں ہیں جہاں کہیں بھی حضرات خلافت مآب سے لغزش یا خطا ہوئی ہے۔ وہاں روایت و درایت کا پردہ ڈالکر اس خطا و لغزش کو اپنی چرب زبانی و سحر طرازی سے ایسے انگ میں رنگ کر رکھدیا ہے۔ کہ وہ بات اصل مرکز سے ہٹ کر بہت دور جا پڑی ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس بات کو بھی دھرنتے گئے ہیں۔ کہ عقلاً و نقلاً ان میں کوئی نیا حرف صرف شیعہ و سنی کی تحریروں نے اسے معرکۃ الآرا بنا رکھا ہے۔ مثلاً واقعہ قرطاس معاملہ فدک احراق خانہ فاطمہؑ، صلح حدیبیہ، تخلف جیش اسامہ وغیرہ وغیرہ لیکن افسوس فضائل علی ابن ابی طالب و مناقب و محامد اہلبیت علیہم السلام میں مولوی صاحب ایسے کوتاہ قلم نکلے ہیں۔ کہ الٰہی توبہ۔

دیکھیے اس معاملہ میں کہ حضرت علیؑ نے ایک انصاری کی دعوت میں شراب پی اور نشہ کی حالت میں امامت نماز کچھ کا کچھ پڑھایا کس قدر تنقیص محامد و مناقب جناب ولایت مآب بلا دلیل و ثبوت ہے۔ نہ کوئی کتاب کا حوالہ ہے۔ نہ راوی کا نام ہے نہ درایت کی روشنی ہے۔ نہ کچھ ہے۔ یہاں سب عقلی و نقلی [illegible] افسوس مولوی صاحب نے یہ نہیں سوچا کہ جناب امیر علیہ السلام کے ذمہ شراب نوشی کا الزام عاید کر دینے سے شان رسالت کا کیا درجہ باقی رہ جائیگا۔ اور میری تحریر کس حد تک لوگوں کی نظروں سے گر جائیگی۔ سچ ہے غلبہ تعصب میں حق و ناحق کی تمیز باقی نہیں رہتی۔ اس لئے مولوی صاحب کو یاد رہے کہ [illegible] خود اسکے لکھ دینے سے میری سند گفتگو بعد ثابت ہوگی۔

چنانچہ ملاحظہ ہو مولوی صاحب کی تحریر اور اس کے نتائج۔

(۱) سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۱۹۰ و ۱۹۱ صدیق بک ڈپو "آنحضرت صلعم نے جب فرض نبوت ادا کرنا چاہا تو سخت مشکلیں پیش نظر تھیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سب سے پہلا مرحلہ یہ تھا۔ کہ یہ پُرخطر راز پہلے کس کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس غرض کیلئے صرف وہ لوگ انتخاب کیے جا سکتے تھے۔ جو فیضیاب صحبت رہ چکے تھے جنکو

آپکے اخلاق وعادات کی ایک ایک حرکات کا تجربہ ہوچکا تھا پر پچھلے تجربوں کی بنا پر آپکے صدق دعویٰ کا قطعی فیصلہ کر سکتے تھے۔ یہ لوگ حضرت خدیجہ جو کہ آپ کی حرم محترم تھیں۔ حضرت علیؑ تھے جو آپکی آغوش تربیت میں پلے تھے

اب کیا رسول خدا صلعم تو حامل قرآن تھے۔ علم قرآن تھے۔ جب لوح محفوظ کا مطالعہ کر چکے تھے۔ تمام قرآن ان کو یاد اور معلوم تھا۔ اسی لئے قرآن میں آیا ہے۔ ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضیٰ الیک وحیہ وقل رب زدنی علما پ ۱۶ ع ۱۵ یعنی اے پیغمبر تمہاری طرف جو قرآن وحی کیا جاتا ہے۔ وحی کے تمام ہونے سے پہلے قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو اور دعا کرتے رہو اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم نصیب کر یہیں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ قرآن کے ظاہری نزول سے پہلے ہی قرآن پر عالم و واقف تھے۔ ورنہ نزول وحی سے قبل ان کو قرآن پڑھنے سے ممانعت نہ کیجاتی۔ نور نبوت و رسالت سے مجلی تھے۔ بدیں سابقہ تک نہ تھا جسب آیہ "ماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ" زبان الٰہی میں کلام کرتے تھے۔ ہر گذشتہ و آیندہ بات کے عالم تھے۔ رطب و یابس سے واقف تھے۔ تقدس و نزاہت کا پیکر تھے۔ لیکن مولوی صاحب کی تحریر سے غور تو فرمایئے۔ کہ ایسی ذات مستجمع الصفات کے ذمہ معاذ اللہ کیسے کیسے الزامات عاید ہوتے ہیں۔ کیا یہ الزام نہیں عاید ہوتا۔ کہ

آ:۔ جناب رسالتمآب صلعم نے اپنے پُر خطر راز کو جناب علیؑ ابن ابی طالب کے اوپر کیوں ظاہر کیا جنہیں کہ معاذ اللہ حلال و حرام کی بھی تمیز نہ تھی +

ب:۔ معاذ اللہ توبہ! توبہ!! جناب رسالتمآب صلعم بھی شراب پیتے تھے۔ کہ ان کے اخلاق و عادات کی ایک ایک حرکات کا تجربہ جناب امیر علیہ السلام کو ہو چکا تھا۔ اور انہوں نے ایسی حرکت اسی تجربہ کی بنا پر کی تھی۔

ج:۔ جب جناب امیر علیہ السلام جناب رسالتمآب صلعم کے صدق دعویٰ کا قطعی فیصلہ پچھلے تجربات کی بنا پر کر سکتے تھے۔ تو کیا جناب امیر علیہ السلام کا یہ فیصلہ بھی جناب رسالتمآب صلعم کے پچھلے تجربات کی بنا پر تھا +

د:۔ آغوش تربیت رسول صلعم کی پرورش منافی شراب نوشی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے صحبت رسولؐ کی تربیت اور بھی بیکار ہے +

(باقی پھر)

"بیباک" ماہلی

عید نوروز عالم افروز کی خوشی میں

جھوٹے پر پیغمبر کی لعنت

مومنین کو انعام

جھوٹے پر خدا کی لعنت

حضرات شیعان علیؑ کی خدمت میں التماس ہے۔ ہم نے نوروز عالم افروز کی خوشی میں پانچ سو عدد پارسل مندرجہ ذیل کتب کے بنائے ہیں (۱) دعاء مفید المحبت معہ موہنی منتر جس کے ذریعہ دُنیا کے ہر امیر غریب حکام عورت مرد آپ کے تابعدار ہو سکتے ہیں۔ قیمت اصلی ۱عہ (۲) مفتاح الغیب دل کی بات بتانے والی کتاب قیمت ۲ (۳) ناول پیر خوردسال قیمت ۴ (۴) تعویذ حب اصلی قیمت ۴ (۵) طلسم حیرت باتصویر جام جمشید جس کو رسالہ الحافظ لاہور اور درنجف سیالکوٹ نے ریویو کیا ہے۔ عہ (۶) قیمت صرف ۸ (۷) یہ تمام کتب قیمت میں مبلغ پانچ روپیہ چودہ آنہ کی ہوتی ہیں۔ ان پانچ سو پارسل کر ہم نے مبلغ پچیس روپیہ انعام اس طرح سے تقسیم کیا ہے۔ کہ پانچ پانچ روپیہ کے نوٹ پانچ پارسل میں رکھ دیئے ہیں اور اس پارسل کی فروخت دو طرح سے رکھی ہے اگر آپ صرف یہ کتابوں کا پارسل ہی خرید کر اور اس میں محفوظ شدہ انعام سے فایدہ اُٹھانا چاہتے ہیں۔ تو قیمت فی پارسل معہ محصول ڈاک ۱۳ چارج کی جائے گی۔ ورنہ پانچ سو پارسل فروخت ہونے کے بعد پر مبلغ سو روپیہ کا انعام خریداروں کے نام نکالا جائیگا جس کے نام نکلے گا۔ بلا تامل بھیج دیا جائے گا۔ اس حالت میں قیمت فی پارسل ۱ معہ محصول ڈاک چارج کی جائے گی۔ اور اپنی دستخطی رسید آپ کو دی جاویگی جس کے ذریعہ آپ بذریعہ عدالت انعام وصول کر سکتے ہیں۔ مومنین کو واضح ہو۔ یہ سٹہ نہیں ہے۔ نہ لاٹری ہے۔ نہ جوا ہے۔ نہ اس کے اندر گناہ ہے۔ تمام صاحبان جن کی نظر سے یہ اشتہار گذرے۔ فوراً آرڈر دیں۔ اس سے زیادہ کیا آپ کو اطمینان ہو سکتا ہے۔ کہ

اگر آپ کو خلاف اشتہار کوئی بات ثابت ہو فوراً اسی رسالہ

میں میری شکایت چھپوادیں۔ اگر پارسل منگانے پر کتب ناپسند رہیں اور انعام نہ لینا ہو تو قیمت واپس اگر پارسل سے انعام نہ نکلے۔ تب بھی آپ نقصان میں نہیں رہ سکتے۔ ہم ایسی کتب ۸ میں بیچتے ہیں۔ یہ انعام صرف الحافظ کے خریداروں کے واسطے ہے (اگر آرڈر نہ دیں)

پی۔ اے۔ جی اینڈ کو اثنا عشری۔ نانوتہ۔ ضلع سہارنپور۔

الحافظ

جلد اول کے پرچہ جات ۲-۳-۴-۷-۸-۹-۱۰ یعنی بابت ماہ اپریل مئی جون جولائی اکتوبر نومبر فروری ۱۹۳۰ء اور جلد دوم و سوم و چہارم مکمل دفتر میں موجود ہیں۔ چودہ آنے (۱۴/) فی جلد منی آرڈر آنے پر اور ۲/ فی جلد زیادہ بذریعہ وی۔پی۔ روانہ ہو سکتی ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس نادر موقع کو ہاتھ سے نہ دیں گے کیونکہ ذخیرہ کے ختم ہونے پر افسوس ہوگا۔ الحافظ کی ان قیمتی مجلدات میں وہ معرکۃ الآرا مضامین درج ہیں کہ مشکل ہاتھ لگیں گے۔ ان کے ہمراہ ایک ۵ تصویر شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ کی مفت روانہ ہوگی۔ (مینیجر الحافظ لاہور)

الحافظ میں اجرت اشتہارات

مقدار	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	ایکبار
سالم صفحہ	۲۵/	۱۴/	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	۱۶/	[illegible]	[illegible]	۲/۸
چوتھائی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱/۸

اس نرخ میں کمی کی گنجائش نہیں ہے۔ (مینیجر)

مطبع کاش نسیم پریس لاہور میں باہتمام ایم ایم عبداللہ پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر الحافظ لاہور سے شائع ہوا

بابت ماہ اپریل ۱۹۲۱

بابت ماہ شوال ۱۹۲۱

فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

الحافظ

فرقۂ حقہ شیعہ کا مذہبی اور علمی ماہوار رسالہ

زیر حمایت

شمس العلماء سرکار حجۃ الاسلام علامہ آقا حائری مجتہد العصر مد ظلہ

مدیر

خاکسار ایم۔ ایم عبد اللہ

کثیر الاشاعت رسالہ الحافظ ہے

رسالہ الحافظ شمالی ہندوستان کا سب سے زیادہ بااثر کثیر الاشاعت ماہوار مذہبی رسالہ ہے۔

رسالہ الحافظ کے ناظرین کا کثیر طبقہ تعلیم یافتہ اور متمول ہے اور اس کو ہر مذہب و ملت کے سنجیدہ مزاج لوگ مطالعہ کرتے ہیں۔ علماء حکماء طلباء والیان ملک تعلقداران جاگیرداران مرد و عورات عوام کے مطالعہ میں آتا ہے۔

رسالہ الحافظ ہندوستان کے ہر حصہ اور دنیا کے تمام ممالک میں کثرت سے جاتا ہے۔

رسالہ الحافظ ایک منظم اور بااثر جماعت کا واحد ترجمان ہے اور اس کا پرچہ کم از کم تیس ہزار ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔

رسالہ الحافظ کی اجرت اشتہارات دیگر اخبارات کی نسبت بہت کم ہے

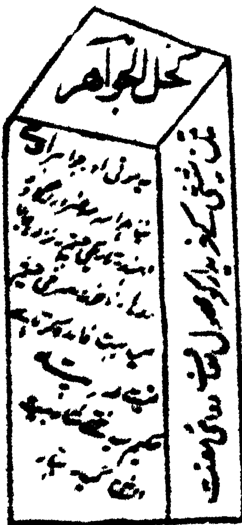
آپ کسی اور اخبار میں اشتہار دینے سے پہلے ہمارے نرخ ضرور ملاحظہ فرما لیجئے۔ ہماری معرفت اشتہار کی بہترین اشاعت ہو سکتی ہے۔ نفیس۔ اعلیٰ پرچے اور بلاک تیار کرائے جاتے ہیں۔ نرخنامہ نرخ اقل ہے جس میں کمی کی گنجائش نہیں ہے۔

منیجر رسالہ "الحافظ" لاہور

منافع نذر درگاہ جناب شہید ثالث علیہ الرحمۃ آگرہ

حجۃ الاسلام شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد پنجاب کا سرٹیفکیٹ نامہ

سرمہ کحل الجواہر



میرے بعض ثقہ احباب و اصحاب نے استعمال کیا ہے خصوصاً کمزوری نگاہ سرخی چشم و آنکھوں سے پانی جاری ہونے کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ اس کے بعد میں نے خود بھی چند بار استعمال کیا مفید پایا (مہر و دستخط)

حب مقوی اعضاء رئیسہ وباہ کو بے حد قوی کرتی اور بعد فراغت ایک گولی کھا لینے سے ضائع شدہ کمی کو پورا کرتی ہے قیمت فی شیشی عہ

الحافظ کا حوالہ دیجئے۔ ہر چیز استعمال کرنا ہو تو دو یا تین روپیہ کی خریداری پر محصول معاف

حب نافع احتلام احتلام کتنا ہی کثرت سے ہوتا ہو چند روز کے استعمال سے آرام ہو جاتا ہے قیمت فی شیشی عہ

حکیم سید نسخے نواب بیت الشفاء گیا۔ بہار

قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنے | الحافظ | قیمت فی پرچہ صرف چار آنے

جلد ششم | ماہ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء مطابق ربیع الاول سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۹

باب الفتاویٰ

۲۵/۸

سوال:- ارشاد فرمائیں کہ آیا جھوٹی شہادت کسی حالت میں بھی شرعاً ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:- قرآن کریم میں شہادت کے متعلق صریح حکم موجود ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بہما فلا تتبعوا الہوی ان تعدلوا وان تلووا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا یعنی اے ایمان والو ہوجاؤ سخت قائم رہنے والے انصاف پر خدا کی گواہی دینے والے صرف خدا کے واسطے چاہے وہ شہادت خود تمہارے نفوس یا تمہارے والدین اور تمہارے قریبی عزیزوں کے مخالف پڑے اگر وہ شخص جس کے لئے شہادت نفع یا ضرر پہنچاتی ہے غنی یا فقیر ہو تو تم اس کا لحاظ نہ کرو۔ اسلئے کہ خدا اولیٰ ہے انکے ساتھ پس نہ پیروی کرو تم خواہش نفس کی تاکہ تم عدل کرو۔ اور اگر تم ادائے شہادت کو ٹال جاؤ گے یا اعراض کرو گے تو ضرور خدا اس چیز سے جسکو تم کرتے ہو آگاہ ہے پس اس آیت مجیدہ سے عیاں ہے کہ کسی امیر و فقیر کی رعایت شہادت میں نہ ہونی چاہئے۔ کافی کلینی میں امام باقر العلوم علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جھوٹی شہادت دے کسی مسلمان کے مال پر اسلئے کہ اسکو قطع کر دے مگر جناب یہ ہے کہ حقیقی مالک اسکی شہادت سے اپنے مال و متاع سے محروم ہو جائے تو خدا لکھ دیگا اس شخص کیلئے اسی جگہ ایک نام اسکے جو تم میں داخل کریگا کتاب عقاب الاعمال میں حضرت صادق سے روایت ہے کہ جو شخص جھوٹی شہادت دے کسی مسلمان یا ذمی پر یا کسی اور شخص پر تو وہ لٹکا دیا جاوے گا اپنی زبان سے بروز قیامت اور دوزخ کے سب سے نیچے والے طبقہ (فی الدرک الاسفل من النار) میں ہوگا ساتھ منافقوں کے۔

سوال:- آیا کسی حالت میں جھوٹی قسم کھانا بھی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- قسم کی نوشریعت میں عظمت ہے اسکے با وجہ وجہ کے سچی قسم کھانا بھی شرعاً جائز نہیں ہے۔ اور معاذ اللہ جھوٹی قسم کھانا تو گناہ عظیم ہے قرآن کریم میں ہے۔ لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم یعنی خدا تعالیٰ کو اپنی قسموں کا ہدف نہ بناؤ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں صادق آل محمد علیہم السلام سے منقول ہے کہ تم خدا کی قسم نہ کھاؤ نہ سچی نہ جھوٹی اور نہ صفات مذکورہ ہو اسی کتاب میں حدیث بھی مرقوم ہے کہ جو شخص خدا کی جھوٹی قسم کھائے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اپنی ضرورت کی سچی قسم کھائے عاصی گنہگار ہے۔

فقط خادم الشریعہ
محمد الحائری

شذرات

انتقال پُرملال

یہ خبر نہایت رنج و ملال سے سُنی جائیگی۔ کہ ہمارے قوم کے مخلص رکن عالیجناب سید کلب عباس صاحب ایڈووکیٹ رائے بریلی کی اہلیہ محترمہ جو جناب سید مہدی صاحب ایڈووکیٹ الٰہ آباد کی حقیقی ہمشیرہ تھیں۔ بعارضہ دق ۱۶۔ اگست ۱۹۳۰ء کو انتقال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

ہمیں اس سانحہ کبریٰ اور حادثہ جانکاہ میں دونوں بزرگوں سے دلی ہمدردی ہے۔
باری تعالےٰ بتصدق اہلبیت معصومینؑ مرحومہ کو جوار سیدۂ خاتون میں جگہ عطا فرمائے۔ اور دونوں ممدوح بزرگوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تقریظات

رسالہ جوازِ تعزیہ جس کا مضمون نام سے ہی ظاہر ہے۔ قابل دید رسالہ ہے۔ اسکے مصنف جناب حکیم سید ظہور الحسن صاحب عرف حکیم سید نہال حسین صاحب جعفری بنشاپوری نے زبردست دلائل سے لکھا ہے۔ اور جناب مولانا سید محمد الیاس صاحب رضوی جارچوی نے سلسلہ عزا کا آٹھواں رسالہ شائع کیا ہے۔ کوچہ روح اللہ خاں دہلی سے مفت مل سکتا ہے۔

رسالہ مجالسِ حسینیہ مؤلفہ ذاکر بلا رسول ثقلین جناب سید عترت حسین صاحب رضوی ھلوری ضلع بستی سلسلہ عزا کا تبلیغی رسالہ نمبر ۹ بھی حال ہی میں شائع ہوا ہے۔ جو مذکورہ پتہ سے مفت دستیاب ہو سکتا ہے۔

رسالہ تصویرِ مظالم یہ رسالہ سلسلہ عزا کا تبلیغی نمبر ہے۔ جو جناب مولانا مولوی سید محمد الیاس صاحب رضوی جارچوی زید فضلہ کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ آپ نے اس رسالہ میں ظلمہ کے چالیس ایسے ظلم مدلل ثابت کئے ہیں۔ کہ ذات اہلبیت اطہار کے سوا پتھر بھی پہاڑ دل کے ان ظلموں اور ستموں کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ یہ رسالہ بھی مذکورہ پتہ سے مفت دستیاب ہوگا۔ صرف ۱ر کے ٹکٹ بھیجکر یہ تینوں رسالے مفت طلب کریں۔

خلافت جناب امیر علیہ السلام

باستدلال حدیث

نمبر (۱)

از افادات

حضور حجۃ الاسلام مرجع الاعلام فخر المحدثین صدر المفسرین شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ

محققین کی خدمت میں گذارش ہے کہ بمقام غدیر خم سنہ ۱۰ [illegible] پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خلافت۔ امامت اور وصایت کی تبلیغ اور تشہیر کرتے ہوئے لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا۔ مگر اس مسرت بخش بہجت افزا واقعہ کو بیان کرنے سے پہلے تمہید کے طور پر آپ کی خدمت میں ایک نہایت ضروری گذارش کرنا چاہتا ہوں تا امید ہے کہ آپ نظر عمیق سے اس میں غور فرما کر کسی مفید نتیجہ تک آسانی سے پہنچ سکیں گے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت آدم سے لیکر خاتم صلعم تک جس قدر انبیاء گذرے ہیں۔ ان کے نائب۔ ان کے خلیفے ان کے وصی آیا اجماع سے مقرر ہوئے ہیں یا نص سے۔ سنیوں کے عقیدہ کے مطابق اگر اجماع سے مقرر ہوئے ہیں۔ پھر تو خلفاء ثلثہ کی خلافت اجماعیہ برحق۔ اور شیعوں کا عقیدہ خلافت بنص باطل ہوگا۔ اور اگر کسی پیغمبر کا خلیفہ اجماع سے مقرر نہیں ہوا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا خلیفہ تمام نبیوں کی سنت اور طریقہ مجریہ کے خلاف کیوں صحیح مان لیا جائے۔ اس بناء پر لامحالہ شیعوں کا عقیدہ برحق اور اجماعی خلافت باطل قرار پائے گی۔ اسی غرض سے خلفاء انبیاء سلف کا تقرر کتب معتبرہ اہلسنت سے پہلے میں پیش کرتا ہوں۔ غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

آدم علیہ السلام کے خلیفہ کا تقرر

دوستو حضرت آدم صفی اللہ نے جناب شیث ہبۃ اللہ اپنے فرزند کو اپنا خلیفہ اور وصی خود مقرر کیا ہے جیسا کہ کتاب روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۱۲ میں ہے کہ "و شیث را کہ اعقل و اجل فرزندان بود وصی و ولیعہد خویش ساختہ بر ایشاں والی گردانید"

تاریخ کامل مطبوعہ مطبع ذات التحریر مصر جلد اول صفحہ ۲۰ میں علامہ ابن اثیر نے بھی ایسا ہی لکھا ہے "وھو وصی آدم" کہ بی بی شیث آدم کے وصی مقرر ہوئے۔ تاریخ ابن الوردی مطبوعہ مطبع وہبیہ مصر کے صفحہ ۹ [illegible] اس میں بھی ایسا ہی مرقوم ہے۔

شیث کے وصی کا تقرر

اس طرح حضرت شیثؑ نے بھی اپنے فرزند حضرت انوش کو اپنا خلیفہ وصی اور ولیعہد خود ہی مقرر فرمایا جیساکہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص۱۹ میں علامہ ابن اثیر لکھتا ہے۔ ان شیثا لما مرض اوصی الی ابنہ انوش وھلک۔ انتہی بلفظہ۔ یعنی جس وقت حضرت شیث بیمار ہوئے تو وصی کیا اپنے بیٹے انوش کو اور انتقال فرمایا اسی طرح روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص۱۵ میں مرقوم ہے۔ وچوں شیث را ہنگام رحلت نزدیک آمد انوش را وصی گردانید زمام حل وعقد امور بنی آدم را در قبضہ کفایت او نہاد۔ انتہی بلفظہ

حضرت انوش کے وصی کا تقرر

حضرت انوش نے بھی سنت سلف کے مطابق اپنے بیٹے قینان کو خود ہی اپنا وصی مقرر کیا جیساکہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص۲۰ میں علامہ ابن اثیر لکھتا ہے کہ والیہ الوصیۃ یعنی انوش نے قینان اپنے بیٹے کی خلافت اور وصایت کی طرف وصیت کی۔ روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص۱۵ میں مرقوم ہے کہ قینان بن انوش بنا برو وصیت پدر ریاست بنی آدم تعلق بدو گرفت۔ انتہی بلفظہ

حضرت قینان کے وصی کا تقرر

اب قینان کے وصی کا تقرر بھی سن لو آپ نے بھی اپنے فرزند حضرت مہلائیل کو خود خلیفہ اور وصی مقرر کیا جیساکہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص۲۰ میں مرقوم ہے۔ وولد قینان مھلائیل ونفرا کثیرا معہ والیہ الوصیۃ۔ یعنے قینان کے بیٹے مہلائیل تھے۔ اور ان کے ساتھ اور بہت سی اولاد تھی اور وصیت انہیں مہلائیل کی طرف تھی۔ روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص۱۵ میں ہے۔ مہلائیل بن قینان بموجب اشارت پدر حکومت عالمیان بدو قرار گرفت۔ انتہی بلفظہ

حضرت مہلائیل کے وصی کا تقرر

جناب مہلائیل نے بھی اپنے بیٹے یرد کو اپنا وصی مقرر کیا چنانچہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص۲۰ ابن اثیر نے لکھا ہے۔ وولد مھلائیل یرد وھو الیارد ونفرا معہ والیہ الوصیۃ یعنی مہلائیل کے بیٹے یرد تھے اور ان کو یارد بھی کہتے تھے اور بھی بیٹے تھے۔ مگر وصیت انہیں یرد کی طرف تھی۔

حضرت یرد کے وصی کا تقرر

اسی طرح حضرت یرد نے حضرت ادریس کو اپنا خلیفہ اور وصی خود مقرر کیا جیساکہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول ص۲۰ میں مرقوم ہے۔ فولد یرد خنوخ وھو ادریس النبی ونفرا معہ۔ والیہ الوصیۃ یعنی یرد کے فرزند خنوخ تھے۔ اور انہیں کا نام ادریس پیغمبر تھا اور بیٹے بھی تھے۔ مگر وصیت ادریس ہی کی طرف تھی۔

حضرت ادریس کے وصی کا تقرر

جناب ادریس نے بھی اپنے فرزند متوشلخ کو خود ہی اپنا خلیفہ اور وصی مقرر کیا جیساکہ تاریخ کامل

میں اسی طرح پر لکھا ہے وولد خنخ متوشلخ ولفرامہ والیہ الوصیۃ انتھی بلفظہ یعنی حنوخ جو ادریس کے نام سے مشہور ہے۔ کے بیٹے متوشلخ تھے اور وہی بیٹے تھے۔ مگر انہیں متوشلخ کی طرف وصیت تھی۔ اور اسی کتاب کے ص۲۲ میں ہے۔ فعاش بعد ما ولد متوشلخ ثلاثمائۃ سنۃ ثم رفع واستخلفہ حنوخ علی امرہ ولدہ وامر اللہ یعنی پس دنیا میں رہے اور یس بعد پیدائش متوشلخ کے تین سو برس بعد اس کے اٹھائے گئے آسمان پر اور خلیفہ کیا انہیں متوشلخ کو حنوخ یعنی ادریس نے اپنی اولاد کے امور میں اور خدا کے امور میں۔

حضرت متوشلخ کے وصی کا تقرر

جناب متوشلخ نے بھی اپنے فرزند لمک کو خود اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کیا۔ جیساکہ تاریخ کامل کے صفحہ مذکورہ میں مرقوم ہے۔ ملا۔ کل ما عاش متوشلخ تسعمائۃ سنۃ وسبعا وعشرین سنۃ ثم مات واوصی الی ابنہ لمک وکان لمک یعظ قومہ انتھی بلفظہ یعنی جناب متوشلخ کی عمر نو سو ستائیس برس کی ہوئی۔ بعد اس کے انتقال کیا اور اپنے بیٹے لمک کو وصی کیا۔ پس لمک اپنی قوم کو وعظ کرتے تھے۔ (واضح ہو کہ یہ لمک حضرت نوح علیہ السلام کے والد ہیں اور ان کو لامک اور لامخ بھی کہتے ہیں)

حضرت نوح کے وصی کا تقرر

جناب نوح علیہ السلام نے حضرت سام اپنے بڑے بیٹے کو خلیفہ اور وصی خود مقرر کیا ہے چنانچہ تاریخ کامل مذکور ص۲۹ میں مرقوم ہے۔ لما حضرت نوحا الوفاۃ قیل لہ کیف رایت الدنیا قال کبیت لہ بابان دخلت من احدھما وخرجت من الآخر واوصی الی ابنہ سام وکان اکبر ولدہ انتھی بلفظہ یعنی جس وقت حضرت نوح وفات پانے لگے۔ تو کسی نے پوچھا کہ آپ نے دنیا کو کیسا دیکھا۔ فرمایا۔ ایک ایسے گھر کی مانند پایا جس کے دو دروازے ہوں۔ داخل ہوا میں ایک دروازے سے اور نکل گیا دوسرے دروازے سے۔ اور وصی کیا آپ نے اپنے فرزند حضرت سام کو جو سب سے بڑے فرزند تھے روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص۲۲ میں ہے کہ سام ابن نوح از کبار انبیاء مرسل است وحضرت نوح چوں اورا از دیگر فرزندان بوفور خردمندی وکمال ارجمندی وکثرت دانش وفرسنگ تام وصلاحیت نفس ونجابت ذات مشتمل او ممتاز یافت مرتبہ ولیعہدی خلافت بدو تفویض فرمود واسرار وغوامض رسالت باوے درمیان نہاد وسائر اولاد بمتابعت او وصیت کرد انتھی بلفظہ

حضرت ابراہیم کے وصی کا تقرر

دیکھنا یہ ہے کہ جناب خلیل اللہ علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹے اسحٰق کو خود ولیعہد اور خلیفہ کیا جیساکہ روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد اول ص۷۷ میں یوں مرقوم ہے۔ چوں باری تعالیٰ نعمتہائے دینی ودنیوی بر ابراہیم تمام کردہ وجزائل انعام واخضال دربارہ او تکمیل رسانید قاالفضل ارداح حرا بحکم

فرستاد و گفت اگر اجابت فرمائید بمرحبا و اگر نفی کن و الا بمقام خود باز گردم ملک الموت بحضرت خلیل زمان بہ مجلس او حاضر گشت و صورت واقعہ معروض داشت۔ ابراہیم مہلتے درمیان نہاد و میعادے تعین فرمود بگفت بعضے مہمات دینی و دنیوی کہ سرانجام آں در نظر بصیرت از ضروریات بود مشغول شد اسحاق را در دیار شام ولیعہد و خلیفہ گردانید۔

شام میں ولیعہد اس کو مقرر کرنے کی اس لئے تخصیص ہوئی کہ عرب میں جناب اسمٰعیل فرزند اکبر کو خلیفہ اور قرار دے چکے تھے۔

حضرت اسمٰعیلؑ کے وصی کا تقرر

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے فرزند قیدار کو خود اپنا خلیفہ وصی اور ولی عہد مقرر کیا ہے جیسا کہ روضۃ الصفا مذکور ص۲۲ میں مرقوم ہے۔ چو اسمٰعیل در آخر ایام حیات خویش آثار شیب و ضعف مشاہدہ فرمود قیدار را وصی و ولیعہد خویش گردانید۔ انتہیٰ بلفظہ

حضرت اسحاقؑ کے وصی کا تقرر

حضرت اسحاقؑ نے حضرت یعقوبؑ کو خود اپنا ولی عہد مقرر کیا ہے۔ اس ولی عہد کے تقرر کے متعلق سنیوں نے عجیب و غریب قصہ اپنی تواریخ میں درج کیا ہے ضیق وقت کے خیال سے میں سفارش کرتا ہوں کہ روضۃ الصفا مذکور کے ص۴۲ کو آپ ضرور ملاحظہ فرمائیں گے۔

حضرت یعقوبؑ کے وصی کا تقرر

اسی طرح جناب یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹے یوسفؑ کو خود ہی اپنا خلیفہ وصی اور ولی عہد مقرر کیا ہے۔ چنانچہ روضۃ الصفا مذکور کے ص۸۱ میں مرقوم ہے۔ چوں اسرائیل دانست کہ از دست عمر اجل پائے فرار و مجال فرار متصور نیست فرزندان خود را خواندہ شرائط وصیت بجا آورد و یوسفؑ را وصی و ولی عہد خود گردانید۔ انتہیٰ بلفظہ

حضرت ایوبؑ کے وصی کا تقرر

جناب ایوب علیہ السلام نے بھی اپنے فرزند حومل کو اپنا وصی اور ولیعہد کیا۔ جیسا کہ تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد اول کے ص۴۸ میں علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے اں عمر ایوب کان ثلاثا و تسعین سنۃ و اوصیٰ عند موتہ الی ابنہ حومل۔ انتہیٰ بلفظہ۔ یعنی حضرت ایوبؑ کی عمر ترانوے برس کو پہنچی۔ اور اپنی وفات کے وقت اپنے فرزند حومل کو اپنا وصی اور ولی عہد کیا۔ روضۃ الصفا مذکور کے صفحہ ۹۳ میں ہے۔ در آخر ایام حیات و قریب وفات حومل را کہ ارشد اولاد او بود وصی و ولی عہد خویش گردانید۔ انتہیٰ بلفظہ

حضرت موسیٰ کلیمؑ کے وصی کا تقرر

جناب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارونؑ کو خلیفہ اور جانشین مقرر کیا ہے جیسا کہ روضۃ الصفا

مذکور کے صفحہ میں مرقوم ہے۔ وچوں صباح روز ہشتم کہ غرہ نیساں بود طالع شد حضرت موسیٰؑ ہارون را طلب کرد علامات خلافت خود را بدو تفویض فرمودہ آں فضل را بحسب وصایت در نسل او بطنا بعد بطن مقرر گردانید۔ انتہی بلفظہ۔ چونکہ جناب ہارون کا انتقال موسیٰؑ کے سامنے ہوگیا تھا۔ لہذا موسیٰؑ نے حضرت یوشعؑ بن نونؑ کو قریب وفات اپنا خلیفہ اور ولی عہد مقرر کیا جیسا کہ روضۃ الصفا۔ مذکور جلد اول صفحہ ۹۳ میں مرقوم ہے کہ در روز ہفتم ادر قوم را احضار کردہ مجلسے عظیم ساخت و یوشعؑ را خلیفہ و وصی کردانید۔ انتہی بلفظہ (اور مہینے کا نام ہے۔ اور مہینے کی ساتویں تاریخ کو موسیٰؑ نے یوشعؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔

حضرت کالبؑ کے وصی کا تقرر

حضرت کالبؑ بن یوقنا نے اپنے فرزند بوساموس کو خود اپنا خلیفہ اور ولی عہد کیا۔ جیسا کہ روضۃ الصفا مذکور کے صفحہ ۹۹ میں مرقوم ہے۔ وچوں امارت ارتحال مشاہدہ فرمود بوساموس پسر خود را خلافت دادہ و ودیعت حیات بمقتضائے اجل سپردہ گوہر زندگانی تسلیم قابض ارواح نمود۔ انتہی بلفظہ

حضرت الیاسؑ کے وصی کا تقرر

جناب الیاسؑ نے بھی الیسعؑ کو اپنا وصی خلیفہ اور ولیعہد خود مقرر کیا جیسا کہ روضۃ الصفا مذکور کے صفحہ ۱۰ میں ہے۔ والیاس پائے در رکاب آوردہ الیسع را بخلافت خود وصیت کرد۔ انتہی بلفظہ

حضرت الیسعؑ کے وصی کا تقرر

جناب الیسعؑ نے ذوالکفل کو خود اپنا خلیفہ اور وصی کیا۔ جیسا کہ روضۃ الصفا کے صفحہ ۱۰ میں ہے: ذوالکفل را طلب فرمودہ خلافت داد و روح نازنین بحضرت رب العالمین فرستاد۔ انتہی بلفظہ

حضرت داؤدؑ کے وصی کا تقرر

جناب داؤد علیہ السلام نے بھی اپنے فرزند سلیمانؑ کو خود اپنا خلیفہ اور وصی کیا۔ آیت ورث سلیمان داؤد اس پر گواہ ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے وصی کا تقرر

جناب عیسیٰ علیہ السلام نے شمعون کو خود اپنا خلیفہ اور ولیعہد کیا جیسا کہ روضۃ الصفا کے صفحہ ۱۳۶ میں ہے۔ از جملہ وصایائے عیسیٰؑ یکے آں بود کہ خدائے تعالیٰ مرا امر فرمودہ است کہ شمعون را بر شما خلیفہ گردانم و حواریان خلافت وے قبول کردند۔ انتہی بلفظہ

پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کے وصی کا تقرر

حضرات سنی لیا آپ نے کسی کو بنا قرار دہ اعتراف جمہور ائمہ اہلسنت کے

جب سب انبیاء علیہم السلام اپنا خلیفہ وصی اور ولیعہد بحکم خدا خود مقرر کرتے چلے آئے ہیں۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ پیغمبر اسلامؐ کے وصی کا تقرر سنت اللہ اور سنت الانبیاء کے مخالف امت غیر معصومہ کے سپرد کر جاتا کہ

وہ کسی موافق یا منافق اپنے منصب مطلب نہیں کر سکتی چاہیے خلیفہ مقرر کرتا ہے۔ لہٰذا اسی سنت اللہ کے مطابق جو بہ نص ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا تغیر و تبدل سے محفوظ ہے۔ پیغمبر اسلام بھی انبیا سلف کی مانند اپنا خلیفہ وصی اور ولیعہد خود مقرر کرنے کے لئے زمانہ وفات کے قریب خدا کی طرف سے مامور ہوئے ہیں۔ اسی مطلب کو کسی شاعر نے اس شعر میں ادا کیا ہے ؎

قبل تعیین وصی و وزیر   ھل ترے فات نبیٌ و ھجر

یعنی وصی اور وزیر کے مقرر کرنے سے پہلے کیا تم نے دیکھا ہے کسی نبی کو کہ وہ فوت ہو گیا ہو یا ہجرت کر گیا ہو (کبھی نہیں)

عزیزو دوستو! بس سمجھ لو کہ آج اس رسالہ میں اسی غرض کی تکمیل بدلائل میں کرنا چاہتا ہوں اور اس نقشے کو تمہاری آنکھوں کے سامنے پیش کر دوں گا کہ پیغمبر اسلام نے اپنے بھائی امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالبؑ کو بہ حکم خدا سنت اللہ کے مطابق کس تاریخ اور کس طرح اپنا خلیفہ وصی اور جانشین مقرر کیا ہے۔ اور تقرر کے لئے کیا کچھ اہتمام کو انتظام کئے گئے اور اس کا کیا انجام ہوا۔

حضرات! خوب یاد رکھو کہ سنی شیعہ میں سب سے زیادہ مابہ النزاع معرکۃ الآرا مسئلہ خلافت اور امامت کا ہے جس قدر اس مسئلہ میں طبع آزمائیاں ہوئی ہیں۔ وہ حد احصا رت خارج ہیں ہزاروں مرتبہ مناظرے ہوئے اور ہزاروں کتابیں اس موضوع پر تصنیف ہوئیں جس کا خاطر خواہ نتیجہ یہ ہوا کہ صرف ہندوستان میں شیعوں کی تعداد دو کروڑ سے زیادہ تک پہنچ چکی ہے جس سے حساد کا طبقہ شیعوں کی اس غیر معمولی ترقی کو دیکھ کر کباب کی طرح کروٹیں بدل کر لال پیلے ہو رہے ہیں لیکن قدرت ان کا ساتھ دے رہی ہے۔ اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ دنیا دیکھ رہی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے حقیقت نبوت و رسالت ہی کو نہیں پہچانا وہ حقیقت امامت و حقیقت خلافت کو کیا پہچانتے یہی وجہ ہے۔ کہ بے بہا منصب امامت و خلافت سے اس کو معزول کر دیا۔ چلو چھٹی ہوئی۔ ما بخیر و شما بسلامت۔

مگر شیعہ فرقہ جو امامت اور خلافت کو بھی نبوت اور رسالت کی طرح منصوص من اللہ جانتے ہیں۔ وہ خدا ہی کے مقرر کئے ہوئے نبی اور امام کو پیغمبر اور برحق خلیفہ مانتے ہیں۔ لہٰذا نصب و عزل کا انکو اختیار حاصل نہیں ہے نص خلافت کے متعلق قرآن ناطق ہے۔ قولہ تعالیٰ اذ قال ربک ... نصب والی میرے نام ...

ؔ ابھی عرصہ نہیں گذرا۔ کہ سلطان ترکی عبدالحمید خاں کو خلیفہ خدا بنایا گیا تھا اور بہت جلد (یک بینی و دو گوش) خلافتِ خود ساختہ سے معزول کئے گئے۔ اسی طرح سلطان محمد خامس وغیرہ وغیرہ

پ ۳۰ ع ۱۹ سورۃ الم نشرح یعنی (اے محمد صلعم جبکہ تم تمام احکام دین کی تبلیغ سے فارغ ہو گئے۔ تو پھر مقرر کرو نصب کرو اس کے بعد اپنے پروردگار کی طرف رغبت کرو۔ یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ دین حق کی سب باتوں سے فراغت پانے کے بعد کسی کو اپنا نائب مقرر کرنے کے لئے پیغمبر اسلام کو خدا سے حکم ہوا ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ حکم ہونے پر پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام اس کی تبلیغ نہ کرے۔ ضرور تبلیغ کی اور علی ابن ابی طالب اپنے بعد کے لئے اپنی جگہ نصب کر دیا جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی آیت کے ذیل میں مروی ہے کہ فاذا فرغت فانصب علیا واعلن ولایتہ فاعلمهم فضله علانیة فقال صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی اے محمد جب تم تمام کاموں سے فارغ ہو چکے تو اپنا علم نائب مقرر کرو اور اپنے وصی اور جانشین کا اعلان کر دو یعنی علانیہ طور پر اس کی فضیلت سے لوگوں کو واقف کر دو۔ اہلبیت کے طریقہ پر تفسیر قمی اور مجمع البحرین میں اس کے متعلق حاشیے مذکور ہیں۔

بہرحال یہ حکم تو ایک اجمال کی صورت میں پہلے وارد ہو چکا تھا جس میں پوری توضیح نہیں کی گئی تھی اس کے بعد جب پیغمبر کا خدا کی طرف رغبت اور وصال کا وقت بہت قریب پہنچ گیا۔ تو نصب خلیفہ کے متعلق وضاحت کے ساتھ بطور نص اور رد کا حکم نازل ہوا۔ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس پ ۶ ع ۱۴ یعنی اے رسول پہنچا دے جو کچھ کہ تیری طرف نازل کیا گیا ہے تیرے رب کی طرف سے پس اگر تم نے یہ حکم نہ پہنچایا (تو سمجھا جائیگا) کہ تم نے خدا کا کوئی پیغام (بھی) نہیں پہنچایا اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھیگا۔

بھلا اس میں غور کیا آپ نے۔ وہ ایسا کونسا حکم تھا جس کے نہ کرنے پر اسقدر شدید عتاب نازل ہوا سیاق اور سباق آیت سے ثابت ہے کہ اس حکم سے پہلے پیغمبر صلعم تبلیغ رسالت کرتے رہے ہیں جس پر ما بلغت رسالته شاہد ہے۔ اگر پہلے تبلیغ رسالت نہ کی ہوتی۔ تو پھر یہ ارشاد نہ ہوتا کہ اس حکم کے نہ پہنچانے کی یہ پہلی رسالت اکارت ہو جائے گی۔ مزید برآں یہ آیت سورۂ مدنیہ کی ہے۔ اگر اس سے پہلا حکم مراد ہوتا تو پھر یہ آیت مکی ہونی چاہئے تھی یا مدنی بہرحال قابل غور بات اب یہ ہے کہ توحید تو پہلے مبعوث ہوتے ہی پیغمبر نے تبلیغ کر دی تھی۔ احکام نبوت و معاد اور صوم صلوٰۃ حج اور زکوٰۃ حلال و حرام ثواب عذاب سبھی کچھ حضرت توحید کے بعد تبلیغ کر چکے تھے۔ اب آخر عمر میں ایسا کونسا اہم امر باقی رہ گیا تھا کہ اس ایک ہی کی تبلیغ نہ ہونے پر ساری رسالت بیکار ہوئی جاتی ہے۔ اس امر کی اہمیت جس قدر کہ اس آیت سے ثابت ہوتی ہے۔ وہ ناظرین پر مخفی نہیں کہ اس کے سوا اور کسی حکم تبلیغی کے متعلق ایسا سخت عتاب وارد نہیں ہوا ہے۔

فریقین کی تفاسیر معتبرہ سے یہ ثابت ہے کہ آیت مذکورہ میں ولایت و امامت اور خلافت و وصایت علی ابن ابی طالب کی تبلیغ مراد ہے۔

در منثور جلد دوم مطبوعہ مصر ص۲۹۸ سطر ۹ میں امام جلال الدین سیوطی لکھتا ہے۔ اسی آیت کے ذیل میں واخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن ابی سعید الخدری قال نزلت هذه الایه یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی رسول اللہ صلعم یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب یعنی ابن ابی حاتم ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ پیغمبر اسلام پر غدیر خم کے روز علی ابن ابی طالبؑ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

ایضاً ص۲۹۸ سطر ۱ میں ہے۔ واخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرء علی عهد رسول اللہ صلعم یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنی ابن مردویہ نے ابن مسعود سے اخراج کیا ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے عہد اور زمانہ میں ہم اس آیت کی یوں قرائت کیا کرتے تھے کہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین فان لم تفعل الخ یعنی اے پیغمبر صلعم پہنچا دے جو کہ تیری طرف نازل کیا گیا ہے۔ کہ بتحقیق علیؑ مولی یعنی متولی امور ہے سب مومنین کا پس یہ حکم اگر تم نے نہ پہنچایا تو پھر جس قدر تم نے اس وقت تک تبلیغ کی ہے کچھ بھی مجرا نہ دیجائیگی۔ اخرجہ الواحدی فی تفسیرہ والحافظ ابن کثیر وابو نعیم فی حلیۃ وابن مردویہ والعینی فی شرح البخاری۔ تفسیر فتح البیان جلد سوم مطبوعہ مطبع بولاق مصر کے ص۸۹ میں نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے بھی یہ دونوں مذکورہ روائتیں پہلی ابو سعید خدری سے اور دوسری ابن مسعود سے بعینہٖ نقل کی ہیں تکرار سے فائدہ نہیں۔ مگر میں سفارش کرونگا کہ محققین ضرور اصل کتاب میں ملاحظہ کریں۔

اب اس حدیث سے یہ صاف ثابت ہوا کہ یہ آیت خاص ولایت وخلافت علیؑ میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ کہ اس آیت میں ان علیاً مولی المومنین کا جملہ بنا بر روایت ابن مسعود اعتراف امام سیوطی کے عہدِ رسالت میں قرائت بھی کیا جاتا تھا۔ کاش امام سیوطی آج زندہ ہوتے تو ہم ان سے پوچھ لیتا۔ کہ "میاں جی" بتاؤ اب تحریف قرآن کے کون قائل ہیں۔ جب عہدِ رسولؐ میں "یہ جملہ" آیت میں موجود تھا تو کیا حضرت عثمان نے بوقت جمع کرنے کے تحریف کر دیا ہے۔ اگر نہیں تو پھر سنیوں کے پاس امام سیوطی کی اس منقولہ روایت ابن مسعود کا کیا جواب ہے۔ اور اگر اس آیت میں یہ جملہ نہیں تھا۔ تو پھر ابن مسعود نے کیوں خلاف واقع ایسا فرمایا۔ اور ابن مردویہ نے کیوں ان سے ایسی روایت اخراج کی۔ اور سنیوں کے امام سیوطی نے اپنی تفسیر میں کیوں اس کو نقل کیا ہے۔ (افسوس کہ عثمان کے تحریف قرآن کرنے کے سنی خود قائل ہیں۔ اور الزام اثنا عشریوں کو دیتے ہیں۔

تفسیر کبیر جلد سوم مطبوعہ مصر ص۴۳۶ سطر ۳۔ اسی آیت بلغ ما انزل الیک الخ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے۔ نزلت الایت فی فضل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

ولما نزلت ھذہ الآیۃ اخذ بیدہ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وآل من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولا کل مؤمن ومؤمنۃ۔ وھو قول ابن عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی یعنی ابن عباس اور براء بن عازب اور محمد بن علی سے منقول ہے کہ یہ آیت خاص جناب امیر علیہ السلام کی فضیلت میں نازل ہوئی اور اس آیت کے نازل ہونے پر پیغمبر اسلام علیہ آلہ السلام نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا ہے جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔ خدایا دوست رکھ تو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ تو جو علیؑ کو دشمن رکھے پس اس کے بعد حضرت عمر جناب امیر علیہ السلام سے ملے اور کہا کہ اے علیؑ آپ کو مبارک ہو آپ صبح کی جبکہ مجھ پر اور ہر مومن مرد و مومنہ عورت پر آپ مولا صاحب اختیار ہو چکے تھے۔

سُن لیا آپ نے۔ امام رازی بھی اعتراف کرتے ہیں کہ بروایت ابن عباس و براء بن عازب و محمد بن علی یہ آیت خاص علیؑ کے حق میں اتری ہے پس علیؑ کی ولایت کا قرآن و حدیث میں منصوص ہونا سُنّی وشیعہ دونوں فریق کے اتفاق و اعتراف سے ثابت ہے۔ اس سے اب یہ بھی واضح ہو گیا۔ کہ خلافت بن نص قرآن ہی صرف خلافت راشدہ ہو سکتی ہے۔ اور باقی سب فاسدہ خلافتیں ہیں۔ ورنہ اہلسنت اپنے خلفائے ثلٰثہ کی خلافت و ولایت اگر شیعوں کی کتابوں سے نہیں۔ تو کیا اپنی ہی کتابوں میں قرآن اور حدیث سے منصوص دکھا سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر لوگوں کا مولیٰ ثلاثہ کی طرح قرار دینا جائز نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کی خلافت اجماعیہ یقیناً خلاف قرآن ہے۔ افسوس ہے کہ لوگوں نے قرآنی خلافت کو چھوڑ کر اجماعی اور مصنوعی خلافتوں کا ایک غیر منقطع تسلسل قائم کر دیا۔ اور اس میں بھی خود ساختہ خلیفوں کو بار بار کے نصب و عزل کرنے سے خلافت کی وہ گت بنائی کہ مجبی ڈاکٹر سر اقبال کو مجبوراً خلافت اجماعی کے متعلق یہ شعر موزوں کرنا پڑا ؎

چوں خلافت رشتہ از قرآن گسیخت
حریت را زہر اندر کام ریخت

(فللہ درہ وعلیہ اجرہ)

اس حدیث سے تو یہاں تک بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر نے جناب علی علیہ السلام کو نہ صرف مومنوں کا ہی مولا مانا ہے۔ بلکہ اپنے نفس پر بھی ان کو مولا تسلیم کر لیا ہے۔ پھر تم خود ہی بتاؤ کہ علی علیہ السلام باوجود مولائے عمر ہونے کے کیونکر ان کا تابع بن سکتا ہے اور ان کو آقا تسلیم کر لینے کے بعد کیونکر ان کا خادم قرار دیا جا سکتا ہے۔

(باقی آئندہ)

شیعیان لاہور کا جلسہ

آج بتاریخ ۲۲ ماہ اگست ۱۹۳۰ء دار الشریعہ لاہور کے ہال میں بعد از نماز جمعہ لاہور و مضافات کے شیعوں کا ایک جلسہ زیر صدارت جناب مولوی سید غلام علی شاہ صاحب منعقد ہوا جس میں جناب صدر نے جلسہ کی نوعیت کے متعلق پُر معنی اور پُر جوش تقریر کرتے ہوئے۔ بمطابق فتوے سرکار حجۃ الاسلام شمس العلماء علامہ حایری صاحب قبلہ مجتہد و بمطابق ارشادات عالیہ ہادی ملت شیعہ حضور ہز ہائینس نواب میر علی نواز خاں صاحب بہادر تالپر فرمانروائے ریاست خیرپور سندھ۔ قوم شیعہ کو تاج برطانیہ سے وفاداری کا رشتہ مضبوط کرنے کی تلقین فرمائی۔ جناب صدر کی تقریر کے بعد مندرجہ ذیل رزولیوشن بہ اتفاق رائے پاس ہوئے :-

(۱) چونکہ بعض اشخاص اپنی ذاتی اغراض کی بنا پر تحریک سول نافرمانی میں شرکت کر رہے ہیں۔ اور چند نام نہاد انجمنوں نے خاص اثرات کے تحت میں تحریک سول نافرمانی میں مسلمانوں کے شرکت کرنے کی تجویز پاس کر دی ہے جس سے عامۃ المسلمین کے مسلک کے متعلق غلط فہمی واقع ہو رہی ہے لہذا شیعہ قوم کا جلسہ عام اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ ان کو تحریک سول نافرمانی سے سخت اختلاف ہے۔ اور جملہ برادران اسلام کو متنبہ کرتا ہے۔ کہ موجودہ تحریک سول نافرمانی میں مسلمانوں کی شرکت ان کے لئے سخت مضرت رساں بلکہ خودکشی کے مترادف ہے۔

(۲) شیعوں کے مخصوص حالات اور ضروریات کے لحاظ سے یہ جلسہ گول میز کانفرنس میں شیعوں کے نمائندوں کی اشد ضرورت سمجھتا ہے۔ اور ہز ایکسلینسی حضور وائسرائے بہادر بالقابہ کی خدمت میں باادب استدعا کرتا ہے۔ کہ شیعیان ہند کو بھی دیگر اقوام کی طرح گول میز کانفرنس میں ان کی آبادی کے تناسب سے نمائندگی کی سفارش فرما کر شیعیان ہند کو شکر گذاری کا موقع دیں۔

(۳) متفقہ طور پر قرار پایا کہ جلسہ ہذا کی کارروائی کی ایک ایک نقل سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور۔ اخبار سرفراز لکھنؤ۔ رسالہ الحافظ لاہور اور سیکرٹری صاحب آل انڈیا شیعہ کانفرنس کو بھیجی جائے۔ نیز گورنمنٹ پنجاب۔ اودھ۔ بمبئی۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا کو جلسہ کی کارروائی برائے اطلاع بھیجی جائے۔

سید زکی رضوی
آنریری سیکرٹری پنجاب شیعہ مشن لاہور

مجاور قبر رسولؐ

(از چکیدۂ قلم عالیجناب سید باقر رضا صاحب رضوی کوثرؔ متوطن قصبہ ہنسوا ضلع فتحپور)

آہ اے فلک کج رفتار تیری بیوفائیاں کہاں تک سہی جائیں۔ تیری کج ادائی کا فسانہ ورد زبان ہے۔ ہائے تونے کسی کو گوشۂ عافیت میں رہنے نہ دیا۔ میں کیا تیرا گلہ تو فرزند رسول ثقلین بھی کر رہے ہیں جسے نواسۂ رسولؐ ہونے کا فخر حاصل ہے۔ جو گمراہ کن ظرفوں کو صراط مستقیم پر لانے والا ہے افسوس کا مقام ہے۔ کہ اشقیائے بیدین کوفہ۔ تمام کے ناعاقبت اندیش ظلم پہ ظلم ڈھانے کی خاطر تیار ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ وہ ظلم دنیا کو دکھا دیا جائے۔ کہ جس سے زمین و آسمان میں تزلزل پڑ جائے سیاہ آندھی سے عالم مکدر ہو جائے۔ اے فلک بے رحم میں پوچھتا ہوں کہ کیا بات کرونگا۔ تو از روئے انصاف بتا کہ نواسۂ رسولؐ نے تیرا کیا بگاڑا ہے۔ تیری کیا خطائیں کی ہیں۔ جو تو اس کا انتقام لے رہا ہے۔ اور اس قدر بے رحمی پہ تلا ہوا ہے۔

دیکھ اور بنظر انصاف دیکھ کہ ایک رسولؐ کا سچا جانشین بجائے اس کے کہ تیرے ظلم سے گوشۂ عافیت میں رہ کر قبر رسولؐ کی مجاوری بھی نہ کر سکے۔ تو کچھ عرصہ میں اس سے بھی چھڑا دینے پر بر سر پیکار ہے۔ آہ کوفہ سے خط پر خط آ رہے ہیں۔ اور دعوت کے بدلے عداوت کے ثبوت دئے جا رہے ہیں تلواروں پر صیقل پر صیقل کی جا رہی ہیں۔ اللہ اکبر۔ صرف ایک تن تنہا ذات حسینی اور ہجوم رنج و بلا۔ اور ساتھ ہی ساتھ وہ ذات ستودہ صفات کہ جس کے جھولے کی ڈوری جبرائیل ہلائیں جس کا ناز خود خالق عالم اٹھائے جس کی خاطر محبوب کبریا ناقہ بن جائیں۔ جو رسولؐ کا پارۂ جگر علیؐ کی آنکھوں کا تارا۔ اور فاطمہؑ کا راج دلارا ہو۔ جسے فاطمہؑ بنت رسول اللہ نے چکی پیس پیس کر پالا تھا۔ کیوں چرخ کج رفتار کیا اس کے ساتھ یہی سلوک روا ہے۔ کہ اس سے اس کا وطن چھڑایا جائے۔ اور ایسی سرزمین پر ٹھیرایا جائے۔ جسے کرب و بلا کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ تاریخیں پکار رہی ہیں کہ جب فرزند رسولؐ حضرت امام حسینؑ نے دیکھا کہ اشقیائے کوفہ و شام خط پر خط بھیجے بلانے کی خاطر بھیج رہے ہیں اور اب ان خطوں کی تعداد لاتعد و لاتحصیٰ ہے۔ تو یہ اس نبض شناس ذات سمجھ گئی۔ کہ اب یہ گندم نما جو فروش مسلمان مجھے مدینہ سے نکال کر قتل کر ڈالینگے۔ بس کیا تھا۔ صابروں کا شہنشاہ۔ سرتاپا مجسمۂ صبر کا جوہر دکھانے پر آمادہ ہے۔ اور بیت کا وہ تخم جسے یزید نے جس کی پیشانی پر لگانا چاہا تھا۔ ٹھکرا دیا۔ تیری جان فدا ہو تجھ سے

مجاور قبر رسولؐ پر کہ ؎

زمیں بدلی - فلک بدلا جہاں میں انقلاب آیا
مگر دُنیا نہ بدلی شاہ کے عزم مصمم کی

اے انصاف پسند دُنیا تو نظر تعمق سے دیکھ اور خیال کر کہ آج مجاور قبر رسولؐ ایک گوشہ میں رہ کر مجاوری بھی نہیں کرنے پاتا۔ اور اس سے بھی ہمیشہ محروم کر دینے کی تدبیریں نکالی جا رہی ہیں واللہ جب تواریخ کے ان آنسو بھرے حرفوں پر میری نظر پڑ جاتی ہے۔ تو میں بھی خون کے آنسو رونے لگتا ہوں۔ آہ آہ وطن کا چھوٹنا ایسی حالت میں کیسے گوارا ہو سکتا ہے۔ کہ ایک طرف تو ملیل اختر کی مفارقت و جدائی اور دوسری جانب اپنے نانا رسول اکرم صلعم کی مجاوری سے چھوٹنے کا صدمہ دل تو یہی کہتا ہے۔ کہ یہی وہ اہم ترین غم تھا جس نے حسینؑ کے قلب معطر کو مثل شیشہ چور چور کر دیا تھا

اب فرزند رسولؐ اپنے کو الوداع کہنے میں نانا کی قبر پر مصروف ہے۔ اور مدینہ سے اپنے آپ کو رخصت کر رہا ہے۔ وہ شب جس کی صبح کو تاجدار مدینہ کا فرزند کربلا کی طرف چلا ہے قیامت کی شب تھی حسینؑ اپنے نانا کے مزار سے لپٹے ہوئے رو رہے تھے۔

اے نانا۔ دیکھیئے۔ آج آپ کا مجاور آپ کی قبر سے جُدا کیا جا رہا ہے۔ اس کو قتل کی دھمکیاں سُنائی جا رہی ہیں۔ اے شہنشاہ مدینہ آپ کو بخوبی معلوم ہے۔ کہ حسینؑ کو دُنیاوی جاہ و جلال سے کوئی سروکار نہیں۔ میں آپ کے مزار پر رہ کر دین و مذہب کی خدمت کرنا۔ اور آپ کی مجاوری پسند کرتا ہوں۔

نانا جان۔ دیکھیئے۔ آج آپ کی چہیتی دختر کا فرزند گرفتار رنج و محن ہے۔ گرمی کے ایام ہیں۔ راہ میں پانی کی قلت ہے۔ اور ننھے ننھے بچوں کا ساتھ ہے۔ یا رسول اللہ کہاں چھپ جاؤں۔ کیا کروں۔

اے نانا۔ اب یہ دُنیا حسینؑ کے رہنے کے لائق نہیں رہی۔ دیکھتے چلے آ رہے ہیں کہ آپ کی اُمت نے بابا جان کے ساتھ کیا کیا ظلم کیے۔ بھائی حسنؑ سبز قبا کے ساتھ کیا کیا سلوک کیے۔ آہ آپ کے بھرے پُرے گھر کی نشانی ایک حسینؑ باقی ہے جسے بھی اشقیائے بے رحم چین کی میٹھی نیند نہیں سونے دیتے۔ بس آپ ہی لحد میں لے لیجیے۔

رات کا وقت تھا۔ سناٹے کی فضا چار سو چھائی ہوئی تھی حسینؑ کو نیند کے غلبہ نے تھپک تھپک کر سُلا دیا۔ دیکھا کہ خواب میں سرور کائناتؐ رو رو کر ارشاد کر رہے ہیں :-

اے خاتم پنجتن۔ اے نور بصر حسینؑ صبر کرو۔ اور اگر اُمت سفاک کی خاطر صحرا نوردی کی مصیبت پڑے۔ تو بھی گوارا کر۔

بیٹا حسینؑ یہی تیری شہادت حقہ کیلئے قیام اسلام کا باعث ہو گی۔ تیری ذات سے شجرہ اسلام

لہلہا اُٹھے گا۔

حسینؑ بستر خواب سے بیدار ہو کر چونکے۔ تو دیکھا کہ قبر رسولؐ اور وہی مجاور۔ بس ایک مرتبہ اپنے نانا کے قبر مطہر پر حسرت و یاس کی نگاہیں ڈالیں اور عازم کربلا ہوئے۔

پس یہاں ذات حسینؑ نے وہ کام کیا جس کی تکمیل کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے اولوالعزم بھیجے گئے تھے۔ مجھے آج اسپ قلم کو میدان قرطاس میں جولانی کر کے صاحبان بصر کو اتنا دکھلانا منظور ہے۔ کہ حسینؑ نے قبر رسول صلعم کی مجاوری میں رہ کر اپنے نانا پیغمبر اسلام صلعم سے کس درجہ عبادت کرنے کا ڈھنگ سیکھ لیا تھا۔ کہ آج سرزمین کربلا پر رسول صلعم کی بعینہٖ صورت و سیرت نظر آ رہی ہے۔ کیوں نہ ہو حسینؑ کا خون در اصل خون رسولؐ تھا۔ دنیا والو دیکھو اور عبرت حاصل کرو۔ کہ فرزند رسولؐ کس شان سے نماز ادا کر رہے ہیں اور اُسے کس درجہ واجب کے پیرایہ میں سلجھا رہے ہیں۔ بانی اسلام نے بھی اس قدر عبادت کی کہ پیر متورم ہو گئے تھے۔

اللہ اکبر۔ آج اسی شان و شوکت سے قبر رسول صلعم کا مجاور عبادت ذوالجلال والاکرام میں مصروف ہے۔ گو مسٹر گبن اس بات کا شاہد ہے۔ کہ حسینؑ کو آٹھ دشمنوں نے گھیر رکھا ہے۔ اگر ایک طرف بھوک و پیاس کے لشکر تو دوسری جانب ۱۸ جوانان بنی ہاشم کے داغ حسینؑ کی کمر کو خمیدہ کر رہے ہیں۔ لیکن قربان ہوں فرزند رسولؐ پر کہ آپ نے قبر رسولؐ کی مجاوری کرتے کرتے وہ عبادت سیکھا کہ آج ملائکہ مقربین بھی استعجاب کر رہے ہیں حسینؑ کی نماز کوئی معمولی نماز نہ تھی۔ کہ ایسے نازک وقت میں ایک شب کی مہلت مانگ رہے ہیں۔ اے قمر بنی ہاشم۔ جاؤ۔ اور لشکر مخالف سے ایک شب کی مہلت مانگو تاکہ ہم یہ شب عبادت الٰہی میں بسر کریں۔ اور دعا و استغفار کے ذریعہ اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔ کیونکہ اُسے خوب معلوم ہے۔ کہ میں اس کی نماز کس قدر پسند کرتا ہوں۔ بارے خدا خدا کر کے مہلت ملی۔ اور اق تواریخ شاہد ہیں کہ اس شب نواسۂ رسول الثقلین حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی یہ حالت تھی۔ کہ کوئی رکوع میں تھا۔ کوئی سجدے میں تھا۔ کوئی قعود میں مصروف۔ اور عبادت الٰہی میں ان کی آوازیں اس طریقہ پر بلند تھیں۔ کہ جس طرح شہد کی مکھیوں کی بھن بھناہٹ کی آواز ہوتی ہے۔ آہ حسینؑ کی نماز تو آپ ہی اپنی نظیر ہے۔ کہ نو صد و پنجاہ و یکہزار زخم کے کھانے کے بعد بھی فریضۂ الٰہی ادا کیا۔

اے مجاور قبر رسولؐ ایک بندۂ ناچیز عاجز و گنہگار کا مؤدبانہ سلام قبول ہو۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

کوثر حلوری

لاہور میں شہنشاہ دو عالم امام حسن علیہ السلام کا یوم چہلم

عظیم الشان ماتمی جلوس

۳۱۔ اگست ۱۹۳۰ء بروز اتوار صبح ۹ بجے لطف منزل بیڈن روڈ متصل مزار شاہ ابوالمعالی لاہور میں سید مظفر حسین صاحب نے بعد مجلس بتقریب یوم چہلم شہنشاہ دو عالم امام حسن علیہ السلام تعزیہ نکالا جس کو بند کرانے کے لیے مخالفین نے اپنی پوری طاقت خرچ کی۔ مگر ناکام رہے۔ جس طرح سمندر میں طوفانی لہریں اٹھتی ہیں۔ اور چٹان سے ٹکرا کر پھر واپس لوٹ جاتی ہیں۔ اسی طرح سید مظفر حسین صاحب کے استقلال کے آگے مخالفین کی مخالفت بھی کچھ نہ بگاڑ سکی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ بذریعہ اشتہارات شہر کے در و دیوار پر اعلان ہوا تھا۔ کہ تعزیہ شہر کے اندر سے گذر کر شام کو کربلا پہنچے گا۔ جس طرح آج سے ۱۳ سو برس گذشتہ جناب امام حسین علیہ السلام اپنے جد بزرگوار کے نورانی روضہ مبارک سے جناب امام حسن علیہ السلام کے تابوت کو واپس جنت البقیع میں لائے تھے۔ اسی طرح بانی تعزیہ نے اس خیال سے کہ فساد نہ ہو جائے۔ بجائے اندرون شہر کے بیرون شہر کا راستہ تبدیل کرا لیا بیڈن روڈ سے گوالمنڈی ہسپتال روڈ سے ہوتا ہوا شام کے ۶ بجے یہ پُرامن ماتمی جلوس کربلا گامے شاہ میں جا کر ختم ہوا۔ جس کے ہمراہ باوجود مخالفت کے ماتم داروں کی تعداد بکثرت تھی۔ آخر میں ہم سید مظفر حسین صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ دائرۃ الاصلاح کے اس اعتراض کو۔ کہ "شیعہ امام حسین علیہ السلام کی ہی یادگار منانا جانتے ہیں۔ اور کسی کی نہیں" دُور کر کے مذہب شیعہ کی بھاری خدمت کی ہے۔

پولیس کا انتظام قابل تعریف تھا۔ کوئی ناخوشگوار حادثہ نہیں ہوا +

(نامہ نگار)

مشاہیر کشمیر ہمارے دوست محترم جناب محمد دین صاحب فوق ایڈیٹر کشمیری اخبار کی تازہ تصنیف ہے۔ اس میں ممدوح نے کشمیر اور مشاہیر کشمیر کے مفصل حالات اور سوانح درج کی ہیں۔ کتاب نہایت دلچسپ و قابل دید ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ) منیجر اخبار کشمیری لاہور کے پتہ سے طلب کریں + (مدیر)

انجمن حسینیہ ڈیرہ اسمٰعیلخاں کا سالانہ جلسہ

انجمن حسینیہ ڈیرہ اسمٰعیلخاں کا سالانہ جلسہ امسال بتاریخ ۸ - ۹ - ۱۰ - اگست ۱۹۳۰ء شادین ہال کے احاطہ میں زیر صدارت جناب مستطاب معلی القاب قبلہ شمس العلماء سید علی الحایری صاحب مجتہد پنجاب لاہور مدظلہ العالی منعقد تھا ۔ ۸ - تاریخ کی صبح کو مناقب خوانی و مجالس عزا ہوتی رہی جس میں ذاکرین صاحبان خصوصاً سید فضل حسین شاہ صاحب و مولوی سید احمد علی شاہ صاحب کی خوش بیانی سے مومنین خوب محظوظ و مستفید ہوئے ۔ بعد دوپہر وقت پانچ بجے شام جناب شمس العلماء صاحب موصوف کا اعلےٰ پیمانہ پر وعظ دربارہ توحید و ثبوت امامت پر ہوتا رہا ۔ جس نے مومنین کے دلوں کو نور ایمان سے منور کر دیا ۔ وعظ کے اختتام پر جناب قبلہ صاحب موصوف نے حاضرین کو کانگرس کی شمولیت اور گاندھی کی تحریک سے ڈرایا ۔ اور اس سے بیزاری کی ہدایت کی نیز سیکرٹری انجمن نے قبلہ صاحب شمس العلماء کے خطاب کی تہنیت میں چند اشعار پڑھے نیز ایک قومی ترانہ بھی سامعین کے پیش کیا ۔ آخری روز رپورٹ انجمن حاضرین کو پڑھ کر سنائی جس میں جناب نواب اللہ داد خان صاحب علیزی ایم بی - ای رئیس اعظم ڈیرہ اسمٰعیلخاں سرپرست انجمن کا ان کی انجمن میں دلچسپی سے حصہ لینے کا شکریہ ادا کیا ۔ رپورٹ مذکور باتفاق رائے پاس ہو کر قرار پایا کہ جلسہ ہذا کی کارروائی کی اشاعت بذریعہ اخبار سرفراز و الحافظ کر دی جاوے اور آخر دعائے خیر و زیارت پر جلسہ بالا اختتام کو پہنچا ۔

السید احمد علی عاجز سیکرٹری انجمن حسینیہ ڈیرہ اسمٰعیلخاں

رسالہ علمائے کلمہ حق جعفریہ ایسوسی ایشن پنجاب لاہور کا ۲۶ ... رسالہ مؤلفہ جناب عالی قدر جناب حاجی سلطان علی خانصاحب قبلہ ثانی زید توفیقاتہ بی اے ایل ایل بی سپیکر برائے ریویو دفتر میں موصول ہوا ہے ۔ رسالہ کیا ہے خزینہ ہے باوجود اسکے گویا دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے اور حضرات مخالفین کے اشتہار نما اخبار مسمیٰ بہ دستی ہدایت نامہ جو فی الواقع مصداق ضلالت نامہ کا ہے کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے اور دشمنان آل محمد علیہم السلام کی رگ حیات کو اس رسالہ میں براہین قاطعہ کے ایسے تیز حربوں سے کاٹ ڈالا ہے کہ اب تا قیامت ان میں حرکت کی جرأت ہی پیدا نہ ہو سکے گی مومنین کو اس رسالہ کے مطالعہ سے محظوظ اور مستفیض ہونا چاہیئے ۔ صرف ۲ کے ٹکٹ بھیج کر جعفریہ ایسوسی ایشن پنجاب لاہور کے پتہ سے جلد طلب فرمائیں ۔

(مدیر)

خلیفۂ رسول پر ایک نظر

(از جناب سید عباس صاحب تپاں ابن جناب سید منشی حیدر عباس صاحب رضوی جاچو)

میں قربان ہو جاؤں اس ذات ستودہ صفات کے۔ کہ جس کی مدح و ثنا خوانی میں ایک تہائی قرآن مملوء ہے جس کا شانی وہ حیّ قیوم۔ قادر و مختار۔ علیم و حکیم۔ سمیع و بصیر۔ اور رحیم الرحمن خود ہے۔ یعنی جس کی قدر خداوند عالم کے سامنے بھی اتنی ہے۔ کہ اس نے اس کی مدح و ثنا خوانی سے ایک تہائی قرآن مملو کر دیا ہے۔ ہر ایک آیت کا رُخ اس کی طرف پھیر دیا ہے۔ یعنی حق سبحانہ تعالےٰ نے اس ہستی عالی مقام کو نصیحت مجسمہ قرار دیا ہے۔ اور اب جی چاہتا ہے۔ کہ اس ذات مبارک کا نام ہی لے دوں۔ یہ وہ ہستی ہے جو شیر خدا شیر خدا نفس ناطقہ بنی آدم۔ فخر قبائل عجم و عرب ہے۔ جو اول المومنین ہے۔ جو سید الوصیان ہے۔ جو مصدر الانوار ہے۔ یا جو ساقی حوض کوثر ہے۔ یا جس کو ہم حیدر کرار۔ جناب علی مرتضیٰ۔ وصی محمد مصطفےٰ کہتے ہیں۔ اب دیکھ لیجئے۔ کہ سب صفتیں شجاعت و سخاوت کی علم۔ ہنر کی علیؑ میں ہیں یا نہیں۔ اگر ان صفتوں میں سے کوئی سی میں بھی دنیا کی کوئی ہستی اگر علیؑ سے بڑھ جائے۔ تو ہم اسے ہر طریقہ سے علیؑ پر ترجیح دیدیں۔ نہیں تو کوئی اس ہستی کا ثانی نظر نہیں آتا شجاعت حضرتؑ کی تو ظاہر ہے۔ کہ جس معرکہ میں گئے مظفر و منصور پھرے۔ آپ کی جنگ سے ملائکہ متعجب ہو گئے۔ اور آسمان پر کہنے لگے "لا سیف الا ذو الفقار ولا فتی الا علی" یعنی دنیا میں کوئی تلوار مثل ذوالفقار اور کوئی جوان مثل حیدر کرار کے نہیں۔ اے صاحب کیا ٹھکانا اس کی شجاعت کا جس کی ملائکہ تعریف کریں۔ اور ناکہ یا خندق کی لڑائی میں اور لڑائی بھی کیسی عظیم الشان لڑائی کہ جس کے فیصلے پر اسلام کی موت و حیات وابستہ تھی۔ اور کفاروں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ لیکن میں قربان ہو جاؤں اس ... کے کہ جس نے وہ کام کر کے دکھا دیا کہ رحیم الرحمن کے خلیفہ و جانشین۔ وہ افضل المرسلین۔ خاتم النبیین۔ افضل خلفاء اللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم سے کہلا ہی لیا۔ "ضربت علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین" یعنی آج علی ابن ابی طالبؑ کی ایک ضربت دونوں جہان کی عبادتوں سے بہتر اور افضل ہے۔ اس جملہ کی بھی لوگوں کے سامنے کچھ حقیقت نہیں ہے۔ حالانکہ نہ معلوم اس جملہ کی کیا حقیقت ہے۔ کیا اثر رکھتی ہے۔ کیا بات ہے۔ اور کچھ بھی کس کا اُن کا جن کے افعال خدائی افعال ہیں۔ جن کی چشم خدائی چشم ہے جن کی آواز خدائی آواز ہے جن کے ہاتھ خدائی ہاتھ ہیں۔ پڑھئے " وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ " یعنی پیغمبر اپنی خواہش نفس

سے کچھ نہیں بولتا۔ جو کچھ بولتا ہے۔ کلام خدا اور وحی الٰہی ہوتا ہے۔ جس کے واسطے حق سبحانہ تعالیٰ ارشاد
فرماتا ہے۔ اور اس کے کلام کی کچھ قدر نہ ہو۔ افسوس ہمیں افسوس۔ لوگوں نے کیا خاک رسولؐ کی قدر کی
یہ تو علیؑ کے کارناموں میں کوئی کارنامہ نہیں۔ اور علیؑ نے جو رسولؐ کے ساتھ کیا۔ وہ بس علیؑ والے ہی
جانتے ہیں۔ علیؑ نے شروع سے رسولؐ کی شاگردی کی۔ اور شروع سے رسولؐ کے محافظ رہے۔ یا یہ کہیے کہ
علیؑ کو خداوند عالم نے پیدا ہی اس لئے کیا تھا۔ کہ وہ رسولؐ کے محافظ رہیں۔ بچپن سے ہی کیا حال تھا۔
دیکھو اس چھوٹے سے بچے کو جبکہ یہ اپنے استاد کے سایہ میں عبادت کر رہا ہے۔ چھوٹا سا دل صاف۔ استاد
کی محبت سے بھرا ہوا۔ امین کی نگہبانی میں۔ امین کے عکس ہیں۔ صرف یہی دو ہیں۔ تنہائی ہے سناٹا
ہے۔ ایک عبادت بتا رہا ہے۔ ایک سیکھ رہا ہے۔ ایک کا نفس کام کر رہا ہے۔ دوسرے کے معصوم
نفس اور خیال پر نقش پڑ رہا ہے۔ کبھی کسی کو کسی بڑے دماغ کی صحبت اور اثر سے اس قدر
فائدہ نہ پہنچا ہوگا جس قدر علیؑ کو۔ کیونکہ کسی اور کو اتفاقات نے اس قدر وقت تک اس طرح ساتھ
نہ رکھا ہوگا۔ کوئی بڑا شخص اس توجہ سے اپنا ایسا بنانے کا کوشاں نہ ہوگا۔ علیؑ اور رسولؐ میں
حیرت خیز مناسبت تھی۔ کبھی چھوٹے چھوٹے پیروں سے رسولؐ کے ساتھ ساتھ دوڑے جاتے
ہیں۔ چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں شاید شریر لڑکوں کا جواب دینے کے لئے سنگریزے بھی لئے
رہتے ہیں۔ دھاک قائم کرنے کی چھوٹی سی مصلحت رسولؐ کو بہت پیاری معلوم ہوتی ہوگی۔ غور میں
ڈال دیتی ہوگی۔ آج سنگریزے لئے ہیں۔ رسولؐ کی حفاظت کے لئے۔ کل تلوار لے سکتے ہیں۔ اسلام
کا جلالت خیز نشان ان کے ہاتھ میں ہو سکتا ہے۔ باپ نے اپنے بھتیجے کو شعب ابو طالب میں چھپایا
ہے۔ جگہ بدلی جاتی ہے۔ شاگرد کو اپنے استاد کی جگہ لٹایا جاتا ہے۔ استاد اپنی پہلی آرام گاہ سے
ہٹایا جاتا ہے۔ علیؑ سوتے ہیں۔ اس لئے کہ رسولؐ سے دشمن کی خدمت کرتے ہیں۔ استقلال کا سبق
سیکھتے ہیں۔ سختیوں میں بسر کرتے ہیں۔ حق اور حفاظت حق سے باز نہیں آتے۔ اب رسولؐ کا کوئی
محافظ نہ رہا سوائے علیؑ کے۔ علیؑ کو صحیح و سالم دیکھ کر اب رسولؐ کے خوش ہونے کی باری تھی
اور پانچ ہی مہینہ بعد عقد مواخات میں اپنا بھائی یا علیؑ کو اپنے لئے تجویز کیا۔ کوئی دوسرا ان دو
کے لئے نہ تھا۔ دوسرے سال فاطمہ زہراؑ سے استاد نے اپنے شاگرد کا عقد کر دیا۔ رسولؐ نے
ابوتراب کا خطاب دیا۔ آخر رسولؐ نے یہ سب کام کچھ سوچ کر تو کیا ہوگا۔ رسولؐ نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا
کہ یہ بعد میرے خلافت کا سب سے بہترین کام انجام دے سکتا ہے۔ اسی وجہ سے جناب علی مرتضیٰؑ
کو شروع سے پڑھانا اور سکھانا شروع کر دیا تھا۔ اور آخر اس پر انہوں نے "یا علیُّ اَنتَ مِنّی بمنزلۃ ہارون من
موسیٰ" کہہ ہی دیا تو کیا جرم کر دیا۔ اب لوگوں کے دل چاہے جل بھن کر خاک ہی کیوں نہ ہو جائیں۔ اس فقرہ کی تفسیر
تعبیر ہی نہیں ہو سکتی بس معلوم ہوا کہ یہی ذات مقدس خلیفۂ رسولؐ ہیں۔

تعمیل فتوے

(ترجمہ انگریزی چٹھی)

میں اس بات پر مامور کیا گیا ہوں۔ کہ جناب کو اطلاع دوں۔ کہ سرکار شمس العلماء علامہ سید علی الحائری مجتہد پنجاب لاہور نے انجمن حسینیہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے ساتویں سالانہ جلسہ میں جو بتاریخ ۱۹۔ اگست ۱۹۳۰ء کو ٹاؤن ہال ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے وسیع میدان میں منعقد ہوا جناب نواب اللہ داد خان صاحب غیلزئی ایم۔ بی۔ ای پریس ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی موجودگی میں اپنی تقریر کے دوران میں تمام مسلمانوں (خصوصاً شیعہ قوم) پر واضح کر دیا کہ وہ کانگرس کمیٹی اور پولیٹیکل معاملات میں ہرگز کوئی حصہ نہ لیں۔ ان کا بیان دلائل قرآن پر مبنی تھا۔

شیعہ قوم کو برطانیہ عظمےٰ کے بابرکت حکومت کی وجہ سے ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے آپ نے یہ بھی بیان کیا کہ مسٹر گاندھی کے قدموں پر چلنے والے لوگ قرآن کریم کے احکام کی سراسر خلاف ورزی کر رہے ہیں حاضرین نے خوشی کیساتھ اس نصیحت کو قبول کر کے اسکے مطابق عملدرآمد کرنے کا وعدہ کیا۔

اس کی نقلیں بنام ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ڈیرہ اسمٰعیلخاں و سیکرٹری ٹو آنریبل دی اے جی جی اینڈ چیف کمشنر این۔ ڈبلیو۔ ایف پی۔ پشاور۔ و سپرنٹنڈنٹ پولیس ڈیرہ اسمٰعیلخاں و شمس العلماء علامہ سید علی الحائری مجتہد پنجاب لاہور کو بھیجی گئیں + سید احمد علی سیکرٹری۔

خبر غم

افسوس ہے کہ ہمارے کرمی جناب بیباک صاحب ساکن قصبہ ماہل (اعظم گڑھ) کے منجھلے برادر امیر حیدر صاحب کی اہلیہ نے جو کہ بہت ہی صالح متقی پابند صوم و صلوٰۃ اور ذاکرہ امام حسین علیہ السلام تھیں۔ صرف دو گھنٹہ وضع حمل کے سلسلہ میں بیمار رہکر ۲۹ جولائی بروز سہ شنبہ خاندان بھر کو روتے پیٹتے۔ اشک خون بہاتے چھوڑ کر اس دار فانی سے عالم جاودانی کو جوار اہلبیت علیہم السلام روانہ ہوئیں۔ اِنا للہ و انا الیہ راجعون

بس دعا یہی ہے کہ بیباک صاحب کے متعلقین کو خدا صبر جمیل عطا فرمائے۔

ناچیز الہ آبادی

بنات الرسول صلعم

پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کی لڑکیوں کے متعلق سنیوں نے شجرہ میں خلاف عقیدہ جمہور شیعہ لکھ کر عوام شیعوں کو خواہ مخواہ مغالطہ میں ڈالنا چاہا ہے۔ کیونکہ تمام مجتہدین اور طبقہ محققین علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ سیدہ طاہرہ بتول عذرا فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے سوا ختمی رسالت رحی فداہ کی کوئی اور صلبی بیٹی نہ تھی۔ رقیہ۔ زینب۔ ضرور ربیبہ رسول خدا تھیں اسلئے وہ مجازی طور پر بنات الرسول صلعم کہلاتی تھیں یا ایہا النبی قل لازواجک وبناتک الخ میں اسی بناء پر بنات صیغہ جمع استعمال ہوا ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ صرف فاطمہ زہراؑ ہی کیلئے تعظیماً صیغہ جمع سے لفظ انفسنا استعمال ہوا ہے۔ اور خود صدیقہ طاہرہ فاطمہ زہراؑ کی تعظیم کیلئے مذکورہ آیت کیطرح یہاں اس آیت مجیدہ مباہلہ میں بھی صیغہ جمع سے لفظ نسائنا استعمال ہوا ہے۔ درحالیکہ فریقین کا اتفاق ہے کہ مباہلہ میں فاطمہؑ کے سوا عورتوں میں سے اور کوئی نہ تھی پس لفظ بنات بھی انکے لیے مفید مطلب نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں باب الحقیقت والمجاز بہت وسیع ہے۔ اگر یہاں آپ اس سے انکار کرینگے۔ تو پھر سینکڑوں مسائل میں ان کو مجبور ہونا پڑے گا۔

حسب ذیل دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ صاحبزادیاں پیغمبر صلعم کی صلبی لڑکیاں نہ تھیں:۔

(۱) واقعات ثابت کرتے ہیں کہ ان لڑکیوں کی تربیت طریقہ کفر پر ہوئی اور بحالت کفر ہی انہوں نے اسلام قبول کیا۔ پیغمبر کی نسبت کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ قبل از بعثت کفر پر تھے اس سے ثابت ہوا کہ یہ پیغمبر کی صلبی لڑکیاں نہیں تھیں۔

(۲) اہلسنت کے ہاں مروی ہے۔ کہ قبل از بعثت ان لڑکیوں کا ازدواج کفار سے ہوا۔ اگر یہ رسولؐ کی صلبی بیٹیاں ہوتیں۔ تو حضرت انکی شادی کفار سے کبھی نہ کرتے کیونکہ آپ قبل از بعثت بھی نبی تھے حدیث کنت نبیا وآدم بین الماء والطین اسپر شاہد ہے۔

(۳) آیت تطہیر کے نزول میں شیعہ وسنی محدثین نے لکھا ہے کہ آپ نے علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کو عبا کے نیچے داخل کر کے دعا کی ہے۔ اللھم ھولاء اھلبیتی فاذھب عنھم الرجس اھل البیت وطھرھم تطھیرا۔ جس پر آیت تطہیر انما یرید اللہ الخ نازل ہوئی۔ اگر یہ لڑکیاں بھی صلبی ہوتیں۔ تو انکے اخراج کی آیت تطہیر سے کوئی وجہ نہیں تھی۔

(۴) آیت مباہلہ کیوقت بھی باتفاق فریقین حضور صلعم صرف ہنیں پنجتن پاک کو ہمراہ لیگئے تھے حالانکہ لفظ نسائنا آیت مباہلہ میں صیغہ جمع وارد ہوا ہے۔ اگر یہ صلبی لڑکیاں ہوتیں تو پھر انکو بھی مباہلہ میں ضرور شامل فرماتے۔ اور فاطمہؑ کیساتھ ہمراہ لیجاتے۔

(۵) فاطمہؑ کے بارے میں حدیث متفقہ ہے۔ کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا۔ فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی ومن اغضبھا فقد اغضبنی۔ بخاری۔ اگر یہ لڑکیاں بھی پیغمبر کی صلبی ہوتیں۔ تو آپ انکے حق میں بھی ضرور ایسا فرماتے پھر حضرت فاطمہؑ ہی کی اس میں کیا خصوصیت تھی کیونکہ تمام اولاد باپ کا ٹکڑا جگر ہوتا ہے حالانکہ اہلسنت نے بھی ان لڑکیوں کے متعلق ایسی کوئی حدیث بیان نہیں کی۔

(۶) حضور [illegible] انا اعطینٰک الکوثر [illegible] آپکی نسل فاطمہؑ ہی سے [illegible]

یہ بھی آنحضرتؐ کی صلبی لڑکیاں ہوتیں تو خدا ان کی اولاد کو بھی بڑھاتا تاکہ یہ اسکا وعدہ اور بھی پورا ہوتا۔

(۷) جو دو تین نفر علماء ہیں۔ ان لڑکیوں کے حقیقی اولاد رسولؐ ہونیکے منکر ہیں۔ وہ اس سے فضیلت یا حقیقت حضرت عثمان کے قائل نہیں ہیں پس جس کا نتیجہ باطل ہے۔ اس کا مقدمہ بطریق اولیٰ باطل ٹھہرا۔ اس مسئلہ کو تفصیل سے کتاب فتاوی حائری حصہ چہارم میں لکھدیا گیا ہے۔

اس لئے جمہور علماء شیعہ قاطبۃً اس پر متفق چلے آئے ہیں۔ کہ سیدہ علیہا السلام کے سوا اور کوئی صلبی بیٹی رسول اللہ صلعم کی نہ تھی۔

رقیہ و زینبؑ کے متعلق شیعوں کے نزدیک جو کچھ پایہ تحقیق اور ثبوت تک پہنچ چکا ہے۔ وہ یہی ہے کہ یہ دونوں صاحبزادیاں خدیجۃ الکبریٰ کے پہلے خاوند کی تھیں یا بھانجیاں تھیں یعنی ہالہ خواہر خدیجہ کی بیٹیاں تھیں جناب امیر علیہ السلام نے بھی جہاں حضرت عثمان سے فرمایا ہے۔ وقد نلت صهره ما لم ینالا کہ اے عثمان تو نے رسولؐ کی دامادی کا شرف حاصل کیا جو شیخین (ابوبکر و عمر) کو اتنا بھی حاصل نہ ہوسکا۔ اس میں رسمی اور رواجی طور سے مجازی رنگ میں شیخین پر حضرت عثمان کو بڑھایا گیا ہے۔ کیونکہ جس رنگ میں وہ لڑکیاں پیغمبرؐ کی کہلائی جا رہی تھیں۔ اسی رنگ میں ان کا شوہر بھی داماد پیغمبرؐ کہلایا جانا چاہیئے تھا اسوقت تک بھی یہ رواج باقی ہے کہ جب کسی لڑکے یا لڑکی کو متبنّے بنا لیا جاتا ہے۔ تو متبنّا کی زوجہ کو اسکے مجازی باپ کی بہو اور متبنیہ کے شوہر کو اسکا داماد عام طور پر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح وقد نلت من صهره سے جناب امیرؑ کی یہی مراد ہے۔ کہ اے عثمان تم تو مجازی رنگ میں دامادی رسولؐ کا شرف بھی حاصل کر چکے ہو مگر شیخین کو تو اتنا مرتبہ بھی نصیب نہیں ہوسکا حالانکہ ان بیچاروں نے خود پیغمبرؐ کو لڑکیاں بھی دی تھیں دامادی کا کیا کہنا۔ یہ تو ایک رسمی لفظ ہے آج کوئی شخص اگر کسی گاؤں سے کوئی لڑکی بیاہ لاتا ہے۔ تو رسماً و رواجاً وہ شخص اس گاؤں کا داماد کہلاتا ہے۔ پھر اگر عثمان صاحب کو زینبہ رسول سے بیاہے جانے کی وجہ جناب امیرؑ نے صہرہ کے لفظ سے رسماً و رواجاً یاد فرمایا ہے۔ تو کیا اس سے کہیں حقیقت ثابت ہوسکتی ہے ع کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

شیعوں میں تمام ماہیر علماء میں اور مشاہیر مجتہدین کے مقابلہ میں صرف انہیں دو تین علماء نے ان صاحبزادیوں کے بنت الرسول ہونیکا احتمال کیا ہے۔ ان میں بھی مجلسیؒ نے انکے قطعی بنت الرسولؐ ہونے سے انکار کیا ہے جیسا کہ سنیوں نے بھی حیات القلوب کے حوالے سے حسب ذیل لکھدیا ہے کہ "جمعے از علماء خاصہ و عامہ (شیعہ و سنی) را اعتقاد است کہ رقیہ و ام کلثوم دختران خدیجہ بودند از شوہر دیگر و بعضے گفتہ اند کہ دختران ہالہ خواہر خدیجہ بودند"

اب ایسی اختلافی صورت میں کیا وجہ ہے۔ کہ جمہور علماء۔ (جو ہزاروں کی تعداد میں ہیں) کے تحقیق کا تو اعتبار نہ کیا جائے اور انکے مقابلہ میں صرف دو تین علماء کی اسلئے تصدیق کر لیجائے کہ وہ آپکے ہمخیال ہیں۔ یہ سچ ہے کہ علماء کو ہم معصوم نہیں سمجھتے۔ اور غیر معصوم سے غلطی کا ہو جانا ممکن ہے مگر دو تین راویوں کے مقابلہ میں کثرت اور شیوع عام و خاص کو ترک نہیں کیا جا سکتا اور تواتر و شیوع عام کے مقابلہ میں آحاد پر قطعاً مذہبی اعتماد نہیں ہوسکتا۔ فافہم و تدبر

پس شیعوں کے اعتقاد کیمطابق قطعاً نہ تو حضرت عثمان کے نکاح میں کوئی حقیقی بنت الرسولؐ گئی ہے۔ نہ حضرت عمر

کے نکاح میں ام کلثوم بنت علیؑ نہ کسی اور صحابی غیر کفو اور غیر خاندان رسالتؐ میں آئمہ معصومین علیہم السلام کی کوئی صاحبزادی بیاہی گئی ہے۔ اسلئے شجرہ نسب وضع کرکے سند معتبر کے سوا شیعوں کو اس سے مغالطہ میں ڈالنے کی جسقدر بھی سنیوں نے کوشش کی ہے۔ وہ سب سعی ناشکور ثابت ہوئی ہے۔ فجزاک اللہ ما تستحقہ

پس سنیوں کا یہ کہنا کہ "ہر دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں۔ اور وہ ذوالنورین کہلائے" شیعوں کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

دوئم تو۔ ذوالنورین کی بھی اچھی کہی۔ اگر اس سے نور دنیا اور نور آخرت مراد ہے تو ہر مومن کیلئے خدا نے دنیا و آخرت میں دو نور عطا فرمائے ہیں۔ حضرت عثمان کی اس میں کیا خصوصیت ہے۔ نور دنیا کیلئے تو آیت ذیل ملاحظہ فرمائیے اَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ پ ۸ ع ۲ کیا ایک شخص جو پہلے مردہ تھا پھر اس میں ہمنے جان ڈالی اور اسکو ایک نور عطا فرمایا جسکی مدد سے وہ لوگوں میں (خاص طرح) چلتا پھرتا ہے۔ اب نور آخرت کی بھی آیت سن لیں يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم پ ۲۷ ع ۱۸۔ اے پیغمبر صلعم اس روز مومنین اور مومنات کو دیکھو گے کہ انکا ایمان مشعل نور (بنکر) انکے آگے اور انکے داہنے طرف چل رہا ہوگا کیوں جناب! اب تو معلوم ہوا کہ قرآن کی تعلیم میں ہر مومن ذوالنورین ہے پھر حضرت عثمان کیلئے اس میں خصوصیت اور فضیلت ہی کونسی باقی رہ گئی۔ اگر وہ بھی مومن ہونگے تو سب مومنوں کی طرح وہ بھی "ذوالنورین" ہونگے۔ اور اگر ذوالنورین سے حضرت عثمان کے ایمان کا اظہار مقصود ہے۔ تو سخت بڑا نقص اس میں یہ لازم آئیگا کہ جب اہلسنت کے نزدیک حضرات شیخین حضرت عثمان سے افضل تھے تو شیخین کے ایمان کو حضرت پیغمبر صلعم نے کیوں نظر انداز فرمایا۔ خاص حضرت عثمان کیلئے نور کے ذکر سے کیوں تخصیص فرمائی۔ رسولخدا کیا۔ یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ تمام مومنین میں سے صرف ایک شخص کے ایمان کا تو ذکر کرے اور باقی سب مومنوں کے ایمان سے سکوت اختیار فرمائے۔ اور اگر کہا جائے کہ ایک خاص نور تھا جو صرف حضرت عثمان ہی کیلئے دنیا و آخرت میں خاص کیا گیا۔ تو اس پر حضرات شیخین کی ہتک لازم آئیگی کیا حضرات ابوبکر و عمر کیلئے بھی یہ نور خاص تھا یا نہ تھا۔ اگر حضرات شیخین کیلئے بھی یہ نور خاص تھا۔ تو پھر حضرت عثمان کی خصوصیت میں کوئی فائدہ نہ رہا۔ اور اگر شیخین اس نور خاص سے محروم تھے۔ تو پھر حضرت عثمان حضرات شیخین سے لازما افضل ٹھہریں گے۔ جو عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے۔ فما لکم کیف تحکمون

رہا نصوص کا دوسرا رخ وہ بھی غور طلب ہے کہ بفرض محال بقول سنیوں کے اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ پیغمبر اور آئمہ معصومین نے حضرت خلفاء و دیگر صحابہ کو اپنی لڑکیاں نکاح میں دیں۔ اور بقول ان کے ربط و ضبط اور سلوک و محبت بھی ان میں تھا۔ مگر کیوں آج شیعہ عورت کا سنی مرد سے نکاح ناجائز قرار دیا جاتا ہے۔

جواب۔ اس کا یہی مقدمہ دلنشین نہیں کہ اسوقت تو سنی شیعہ کا سوال ہی نہیں تھا اسلئے کہ خود بذات خاص سرور کائنات علیہ التحیات موجود تھے۔ اسوقت ابوبکر و عمر کی خلافت کا کیا احتمال تھا۔ نہ کسی منافق کے نفاق کا ظہور ہو چکا تھا نہ رسول اللہ کے حق (واقعہ غدیر) غصب کیا گیا تھا نہ بیت الرسول پر حملہ ہوا...

اور لکڑی ... جلانے کو آیا تھا ۔ نہ صاحبزادہ محسن حمل فاطمہؑ میں ضرب لگانے سے ساقط ہوا تھا ۔ نہ رسول خدا کو اسوقت تک کسی نے وصیت کیلئے کاغذ قلم دوات طلب کرنے پر (معاذ اللہ) ہذیان کی نسبت دی تھی ۔ نہ اسوقت تک جنگ جمل ہوا تھا ۔ نہ جنگ جمل میں کسی عورت نے امام زمانہ علیؑ پر خروج کیا تھا ۔ نہ علیؑ سے بہتر جنگ ہوئے تھے ۔ نہ تراسی سال تک تمام مملکت میں خطبوں کے اندر صاحب لولاک کے ممبر پاک پر نفس رسولؐ زوج بتولؑ (علیؑ) کو کسی نے تبرا کیا تھا ۔ نہ اسوقت تک امام حسنؑ کو زہر سے شہید کیا گیا تھا ۔ نہ مظلوم کربلا کے واقعات مظالم واقع ہو کر خاندان رسالت کے مٹانے اور نابود کرنے کی اسوقت تک کوشش کی گئی تھی (قبل از وقت نام نہ لونگا) پھر بقول انکے بالفرض اگر اتفاق و اتحاد ہونیکی وجہ سے اس وقت آئمہ اور پیغمبرؐ نے صحابہ اور خلفاء کو لڑکیاں دیں ۔ تو وہ اتحاد و اتفاق ان مظالم کے واقع ہونے کے بعد بھی اب کیونکر قائم رہ سکتا ہے ۔

کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں جبکہ رسولؐ کا کفن بھی خشک نہ ہونے پایا تھا ۔ یہ مذکورہ بالا مظالم جنہوں نے اپنے پیغمبرؐ کی اہلبیت معصومینؑ کیساتھ کرنے شروع کر دیئے تھے ۔ وہ لاہور کے آریہ تھے یا امرتسر کے سکھ یا گجرانوالہ کے سماجیے تھے ہرگز نہیں ۔ خدارا وہی تو مکہ اور مدینہ کے بعض صحابہ کرام تھے اور انہیں بعض بزرگان دین کے ہاتھوں مودت قربیٰ رسولؐ کا حکم ان مظالم کی صورت میں جب تعمیل ہو چکا ۔ تو اب اسکے بعد رشتے ناطے کیسے لکم دینکم ولی دین اور اگر ان بعض صحابہ کرام کے سوا غیر صحابہ سے آپکے نزدیک تاریخی مظالم ظہور پذیر ہوئے ہیں ۔ تو ثبوت آپکے ذمہ باقی ۔ ورنہ آپ کا کوئی حق نہیں کہ آپ مابعد مظالم کے حکم کو ماقبل کے اتحاد سے تسیغ کریں ۔ کیونکہ واقعات کی بنا پر حکم شرعی تبدیل ہو جایا کرتے ہیں ۔

مثلاً ایک شخص مسلمان ہے ۔ مومن ہے ۔ متقی اور پرہیزگار ہے اسوقت وہ بحکم خدا واجب التعظیم ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کہ تم میں سے خدا کے نزدیک وہی شخص زیادہ مکرم و محترم ہے ۔ جو زیادہ پرہیزگار ہے ۔ پھر وہی واجب التعظیم مومن اور متقی اگر کفر و نافرمانی خدا کی اختیار کرے یا منافق ہو جائے ۔ تو آیت ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار کا نمنہ اسی کی پیشانی کی نشانی قرار پاتا ہے ۔

رسول خداؐ نے خالد بن ولید (صحابی) کو جو پہلے بہت نیک متقی تھے حاکم بنا کر بنی خزیمہ کیطرف بھیج دیا جب وہاں پہنچکر اسکی نافرمانی کا ثبوت پیغمبرؐ کو ہوا تو اسکو معزول کر دیا ۔ اور اس سے پیغمبرؐ نے برأت حاصل کی بقول صلعم اللھم انی ابرء الیک مما صنع خالد بن ولید صحیح بخاری جلد پنجم غزوہ طائف ۔ باب بعث النبی خالد بن الولید الی بنی خزیمہ یعنی خدایا میں برأت چاہتا ہوں تیری طرف خالد بن ولید کے کاموں سے ۔ کیا آپ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ جب رسولؐ نے اسکو حاکم بنا دیا ہے تو قیامت تک نیک ہی ہوگا جب اس سے برائی ظاہر ہوئی جھٹ پیغمبرؐ نے اس سے دوری چاہی اور علیحدگی اختیار فرمائی ۔

یہی حال دوسروں کا بھی سمجھ لینا چاہیئے جبتک وہ نیک ہیں ہمارے سر آنکھوں پر جب لغزش قدم حاصل ہوئی ۔ تو ہربات میں ان سے دوری اختیار کر لی رشتے ناطے سب چھوٹ گئے ۔ مذہب کے مقابلہ میں رشتوں کی وقعت مذہب کے نقطہ میں نہیں ہوا کرتی علیؑ نے سگے بھائی عقیل کو چھوڑ دیا تھا جبکہ وہ ابھی ایمان نہیں لایا تھا اور برادری کی پرواہ نہ کرکے اس سے قطع تعلقات

کے لئے تھے۔ یہ پیری علی مرتضےٰ کی ہر مومن کے لئے حجت ہے۔ اس میں علی اور رسول خدا صلعم کا اسوہ حسنہ بھی حاصل ہوگا کیونکہ آپ نے بھی خالد سے دوری اختیار کرلی تھی۔

پیغمبر صلعم کے زمانہ میں اگر یہ ظالم ظہور پذیر ہوتے تو لازماً پیغمبر صلعم ولید کی طرح ان ظالم کرنیوالوں سے بھی برائت چاہتے اور قطعاً دوری اختیار کرلیتے۔ مگر یہ مظالم سب کچھ بعد وفات سرور کائنات واقع ہوئے۔ اسلئے بقول آپکے بالفرض اگر اس وقت قطع تعلقات نہیں ہوئے تھے۔ تو وقوع مظالم کے بعد تعلقات قطع ہو چکے ع

آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

منافقین مدینہ کے وجود سے آپ انکار نہیں کرسکتے۔ رسولخدا کے عہد سعادت مہد میں بھی وہاں منافق موجود تھے مگر کھلم کھلا پیغمبر کے خوف یا طمع جیفہ دنیاوی کی وجہ سے وہ اپنا نفاق ظاہر نہیں کرسکے۔ وان من اهل المدینة مردوا علی النفاق لا تعلمهم نحن نعلمهم اہل مدینہ سے بعض منافق ہوگئے ہیں۔ (اے محمد صلعم) تم انکو نہیں جانتے ہو۔ اور ہم اچھی طرح انکو پہچانتے ہیں۔ اب حدیث صحیح بھی سن لیں۔ عن ابی هریرة ان رسول الله قال یرد علی یوم القیمة رهط من اصحابی فیقال انك لا علم لك بما احدثوا بعدك انهم ارتدوا علی ادبارهم القهقری صحیح بخاری جلد ہفتم کتاب الرقاق ص ۲۳ مطبوعہ مصر بمبئی یعنی پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک جماعت صحابہ کی میرے پر وارد ہوگی۔ پس مجھے کہا جائے گا۔ تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں حادث کیں۔ یہ جماعت صحابہ دوبارہ مرتد ہوگئی ہے۔

اسی جگہ دوسری روایت ابو سعید خدری کی ہے۔ قال انهم فاقول سحقاً سحقاً لمن غیر بعدی یعنی پیغمبر صلعم نے فرمایا۔ اسوقت میں کہونگا کہ دور کرو جنہوں نے میرے بعد دین میں تغیر و تبدل کیا ہے۔ (کیا براہ مہربانی آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ صحابہ کون تھے؟)

اب اس سے ثابت ہوا کہ اس زمانہ کے مسلمانوں میں بھی بعض منافق صحابہ موجود تھے جنکے نفاق کا علم اسوقت تک پیغمبر کو بھی نہیں دیا گیا تھا۔ ایسی صورت میں اگر حضرت علی نے بقول آپکے ایسے بظاہر کسی مسلمان صحابی سے رشتے ناطے کرلیے تو کیا وہ لوگ خدا کی شہادت نفاق جینے کے بعد بھی مومن ہی سمجھ لیے جائینگے سورہ منافقون قرآن میں انہیں بعض نفاق پیشہ بظاہر مسلمانان مدینہ کے حق میں نازل ہوئی ہے پھر اگر خدا کی مذکورہ شہادت کے مطابق ان بعض منافق مسلمانوں نے کتمان نفاق پیغمبر کے سامنے کیا۔ اور آپ کی وفات کے بعد وہ انکا نفاق ایک نہایت عیب و خطرناک صورت میں ظاہر ہو کر اسلام میں تفرقہ تو بانی اسلام کی اہلبیت کے ہلاک و بربادی کا باعث ہو چکا ہو۔ تو اب کیونکر غلامان اہلبیت رسول ان لوگوں کے جنوں سے تعلقات نسبتی قائم رکھ سکتے ہیں۔ اس لئے یہ قطعی فیصلہ ہے کہ کسی شیعہ عورت کا رشتہ ناطہ کسی غیر شیعہ سے جائز نہیں ہوسکتا۔ مگر جن بعض نے شیعوں کی بہنیں بیٹیاں پہلے سے غیر شیعہ کے ہمراہ بیاہی جاچکی ہیں۔ فلاجناح علیهم ان کی مجبوری ان کی معذوری کا باعث ہے۔ ان الله یرید بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔

(باقی آئندہ) احقر:۔ موید الاسلام لاہوری

مذہبِ حق میں اضافہ

جناب مولانا و مقتدانا و ہادی و پیشوا شمس العلماء جناب مولوی سید علی الحائری سلمہ اللہ الرحمٰن

بعد آداب دستبستہ سلام نیاز مسنون الاسلام کے التماس ہے۔ کہ ہمارے شہر میں بموجب تعلیم کتب حضور سے بہت اشخاص شیعہ امامیہ ہو گئے ہیں۔ اب چند علماء اردگرد سے وہابی و اہلسنت جماعت ہمیں مجبور کرتے ہیں اب یہ مسئلہ پیش کرتے ہیں۔ کہ شیعوں کا قرآن محمد مہدی ہادی غار میں لے گئے ہیں۔ موجودہ قرآن کا جامع عثمان ہے۔ اس کے ساتھ شیعوں کا کچھ تعلق نہیں۔ اس واسطے خدمت اقدس میں التجا ہے۔ امید ہے کہ آپ ضرور اطمینان کریں گے۔ اور فدویان کے سر پر آپ کا سایہ خداوند کریم ہمیشہ رکھے۔

راقم سید اللہ فقیر۔ از خانقاہ نور شاہ موضع حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔

سانحہ عظیم

مومنین و حضرات سادات کی خدمت میں یہ التماس ہے کہ گذشتہ جمعرات کو مکرمی سید دلاور علی شاہ مشہدی بخاری کے عزیز بھائی سید طفیل حسین شاہ کو قصبہ نظاماں آباد تحصیل وزیر آباد میں کسی نے قتل کر ڈالا۔ مرحوم مقتول ایک صادق مومن تھا۔ جو اکثر نظاماں آباد میں ذوالجناح جہلم پر بہت دلچسپی لیا کرتا تھا۔ ہمیں سید دلاور علی شاہ مشہدی اور سید نوازش علی شاہ شمسی سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے۔ انکے متعلقین کو پروردگار صبر جمیل عطا کرے۔

مومنین خریداران الحافظ سے التجا ہے کہ وہ مقتول کے لئے دعا خیر فرماویں +

(سید غالب علی شاہ۔ نظاماں آباد)

ستمبر [illegible]

بنارس کے مشہور حکیم مولانا عرشی صاحب قبلہ کی شہرہ آفاق ایجاد کمونی

پیٹ کی تمام شکایتوں کا بے مثل علاج

سب کہتے ہیں جادو ہے کرامت ہے کمونی ♦ اکسیر ہے تریاق ہے امرت ہے کمونی

اس کی سریع الاثری اس کی جوہر [illegible] اس کی تریاقیت اس کے اکسیری کرشموں نے اس کے باقاعدہ استعمال کرنے والوں کو [illegible] بنا دیا۔ تجربہ نے بہت سے حضرات کو یقین دلا دیا ہے کہ یہ کامیاب معدہ و پیٹ کی تمام شکایتوں معدہ و جگر کے [illegible] سے پیدا ہونے والی تمام بیماریوں سے تمام مقابلہ کرتی ہے ثقیل سے ثقیل غذا کو جلد سے جلد ہضم کرکے بھوک لگاتی ہے۔ ہضم صحیح کے ساتھ کافی مقدار میں خون صالح پیدا کرکے مرد کی اصلی قوت بڑھاتی ہے دبلے پتلے مردہ صورت انسانوں کو موٹا تازہ فربہ بنا دیتی ہے۔

جسم کے گھٹتے ہوئے وزن کو بڑھاتی ہے

جس کے ایک [illegible] کیسے [illegible] اس کے استعمال سے [illegible] نفع [illegible] [illegible] کمال [illegible] [illegible] کا نقص [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] کا بھی دل چاہے [illegible] [illegible] معدہ [illegible] صفائت کا [illegible] [illegible] سے چند نامی [illegible] کے خطوط ملاحظہ کیجیے۔

زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

کمونی بہت مقبول ہوئی [illegible] کمونی [illegible] بہت مقبول ہوئی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کمونی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آپ کی کمونی [illegible] [illegible] [illegible] وی۔ پی [illegible]

مریض [illegible]

کمونی بہت مفید ہوئی۔ جناب حکیم [illegible] کمونی [illegible] [illegible]

[illegible]

کمونی کی [illegible]

منیجر کمونی فیکٹری نیا چوک بنارس سٹی

قواعد الحافظ

(۱) الحافظ کی تاریخ اشاعت ہر ماہ انگریزی کی ۱۰ تاریخ ہوگی۔

(۲) الحافظ اگر کسی وجہ سے مدت خالی میں نہ پہنچ سکے۔ تو ۱۲ ماہ انگریزی کے بعد ایک مہینہ تک مطلع کرنا جناب کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت معاف!

(۳) خریداران خط و کتابت کرتے وقت نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف!

(۴) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

(۵) اشتہارات کی اجرت حسب ذیل ہے۔

مقدار	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	ایک بار
سالم صفحہ	۳۰/-	۲۰/-	۱۵/-	۶/-
نصف صفحہ	۲۰/-	۱۵/-	۱۰/-	۴/-
چوتھائی صفحہ	۱۵/-	۱۰/-	۷/-	۳/-

تفسیر لوامع التنزیل تیس جلدیں

مصنفہ سلطان المفسرین حجۃ الاسلام کارزار تعلیمات شمس العلماء علامہ سید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد و پیشوا لاہور

یہ تفسیر ہے کہ جس میں حقیقت قرآن و اسلام پر بحث عقلیہ و نقلیہ سے روشنی کی گئی ہے تفسیر کیا ہے ایک بحر ذخار ہے ... ہوتے ہوئے کسی اور تفسیر کی ضرورت نہیں رہتی اس کی تعریف و توصیف میں ہم یہی لکھ سکتے ہیں کہ اکابر مجتہدین عراق نے اس کے مطالعہ کے بعد ... کہا ہے لاجواب ہے۔ یہ تفسیر جدید نکات تفسیریہ پر حاوی ہے اس تفسیر نے مخالفین اسلام کی رگ حیات کو ایسا منقطع کر دیا ہے کہ ... ہے کہ قیامت تک ... تمام اعتراضوں کے جوابات محققانہ و فلسفیانہ دئے گئے ہیں ... درخواست آنے پر روانہ ہو سکتی ہیں

مطبوعہ جلدیں نمبر ۲ - ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۹ - ۱۳ - ۱۲ - ۱۵

سید ابوالفضل رضوی القمی محلہ شیعیان موچی دروازہ لاہور

پرکاش سٹیم پریس لاہور میں باہتمام ایم ایم عبداللہ پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر الحافظ کوچہ قاضیان لاہور سے شائع ہوا

قواعد الحافظ

(۱) الحافظ کی تاریخ اشاعت ہر ماہ انگریزی کی ۱۰ تاریخ ہوگی۔

(۲) الحافظ اگر کسی وجہ سے مدت حالی میں نہ پہنچ سکے۔ تو ۲۱۔ ماہ انگریزی کے بعد ایک مہینہ تک مطلع کرنا جناب کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت معاف!

(۳) خریداران خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف!

(۴) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

(۵) اشتہارات کی اجرت حسب ذیل ہے۔

مقدار	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	ایک بار
سالم صفحہ	۳۰	۲۰ [illegible]	۱۵	۶
نصف صفحہ	۲۰	۱۵	[illegible]	[illegible]
چوتھائی صفحہ	۱۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تفسیر لوامع التنزیل تیس جلدیں

مصنفہ سلطان المفسرین حجۃ الاسلام کارزار شمس العلماء علامہ سید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد [illegible] لاہور

یہ تفسیر ہے کہ جس میں حقیقت اسلام براہین عقلیہ نقلیہ سے واضح کی گئی ہے تفسیر کیا ہے ایک بحر ذخار ہے [illegible] ہوتے ہوئے کسی اور تفسیر کی ضرورت نہیں رہتی اس کی تعریف و توصیف میں بیجا ہے [illegible] عربیہ کا مجموعہ اس کے مطالعہ [illegible] میں [illegible] نکات تفسیریہ پر حاوی ہے اس تفسیر نے مخالفین اسلام کی رگ حیات کو ایسا نشتر چبھایا ہے کہ [illegible] [illegible] آج تک جرأت نہیں ہوئی۔ جو اعتراضوں کے جوابات محققانہ و فلسفیانہ [illegible] گئے ہیں [illegible] روانہ ہو سکتی ہیں

مطبوعہ جلدیں نمبر ۲۔ ۳۔ ۶۔ ۵۔ ۹۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔

سید ابوالفضل رضوی القمی محلہ شیعیان موچی دروازہ لاہور

[illegible] پریس لاہور میں باہتمام ایم ایم عبداللہ پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر الحافظ کوچہ [illegible] شیخانہ لاہور سے شائع ہوا